

یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آ رہی ہے دما دم صدائے کن فیکون

اقبال کا سائنسی مشہاد و فکر

پروفیسر ایم ایم تقی خاں

ناشر: اقبال اکیڈمی حیدرآباد

نداءِ خدا اور منظم دور
بسمِ حیدر علی خان
مجلسِ ترقی خانی

بسم الله الرحمن الرحيم

اقبال کا سائنسی منہاج فکر

پروفیسر یم یم تقی خاں

ناشر: اقبال اکیڈمی، حیدرآباد (انڈیا)



سن اشاعت	:	جولائی ۲۰۰۲ء
تعداد	:	۵۰۰
کمپیوٹر کمپوزنگ	:	محمد صلاح الدین - محمد مجاہد
طباعت بہ اہتمام	:	شارپ کمپیوٹر، محبوب بازار، چادرگھاٹ، فون: 4574117
ملنے کے پتے	:	وی۔ جی۔ پریٹرس، حیدرآباد کتب خانہ اقبال اکیڈمی۔ "مکشن فیلڈ" 10-5-7/1 Masab Tank

● دفتر اقبال اکیڈمی، حیدرآباد۔

مدینہ منشن، نارائن گوڑہ۔ حیدرآباد۔ 500029

آندھرا پردیش (انڈیا)۔ فون: 4755230

● دارالکتاب، مگن فاؤنڈری، حیدرآباد۔ 500001

Gunfoundry Hyderabad-50001A.P)

فون نمبر: 3211993 Ph:

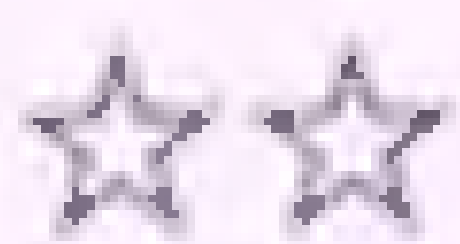
قیمت: پچاس روپے۔ -/50 Rs.

ISBN - 81-86370-20-X

فہرست مضامین

5	دیباچہ
9	۱۔ اقبال کا سائنسی منہاج فکر
19	۲۔ علم اشیاء کی جہانگیری
29	۳۔ اللہ کی نشانیاں فکر اقبال کی روشنی میں
45	۴۔ حرکت و جمود۔ فلسفہ اقبال اور سائنس کی روشنی میں
59	۵۔ حرکت و جمود کے مابعد الطبعیاتی پہلو
71	۶۔ نظریہ کلیت کائنات۔ فکر اقبال کی روشنی میں
81	۷۔ نظریہ بشریت۔ فکر اقبال کی روشنی میں
91	۸۔ اقبال کا بنیادی نظریہ حیات

فریبِ نظر ہے سکون و ثبات
 تڑپتا ہے ہر ذرّہ کائنات



شہرتا نہیں کاروانِ وجود
 کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود

دیباچہ

اقبال کے فن اور ان کے کلام پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اقبال کی ہمہ گیر شخصیت اور ان کے ہمہ جہتی اور کثیر الابعادی فن کا تقاضہ یہ ہے کہ آئندہ کئی برسوں تک لوگ ان کی شخصیت کے نئے گوشے تلاش کرتے رہیں گے۔ اقبال کی شخصیت میں ایسی کئی جہتیں جمع ہو گئی تھیں جو شاید ہی کسی ایک شخص کی زندگی میں مل سکیں۔ اقبال کے کلام اور خطبات پر اگر ہم غور کریں تو جذبہ فکر اور تخیل کے ساتھ ساتھ جو عناصر ان کی ذات پر چھائے ہوئے ہیں۔ وہ ان کی تحریر اور کلام میں ان کی معقولیت، سچائی، قرآن پاک سے ان کا بے پناہ لگاؤ اور ذات رسالت مآب ﷺ سے والہانہ عقیدت ہے۔ معقولیت پسندی نے انہیں فطرت سے بہت قریب کر دیا تھا۔ وہ وقت کے دھارے کو ایسا موڑنا چاہتے تھے کہ ماضی کی حقیقتیں مستقبل پر اثر انداز ہوں اور حال سنور جائے۔ معقولیت پسندی وقت کے بہاؤ پر ان کی نظر اور انسانی فطرت کو فطرت کائنات سے ہمکنار کر دینا ان کے تخلیقی فکر کا راز ہیں جس نے انہیں بے پناہ بصیرت، گہرائی اور وسعتوں سے ہمکنار کر دیا۔

David Bohm نے کہا تھا کہ شاید مشاہدہ اور مشہود ایک ہی نظام کے حصہ ہیں جنہیں جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اقبال کے فن کا راز یہی تھا کہ انہوں نے اپنی تخیل کے ذریعہ فطرت سے ایسا تعلق پیدا کر لیا تھا کہ فطرت کی باریک اور حساس حقیقتیں بسا اوقات ان کے کلام میں ایک الہام کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اقبال سائنس کے طالب نہیں تھے لیکن ایک معقول اور حساس ذہن اور باقاعدہ سوچ سائنسی منہاج فکر کے پہلو ہیں۔ اقبال اپنے جذبہ دروں اور شاید فطرت ہونے کے ناطے جب سائنسی مسائل جیسے زماں و مکان حرکت و سکون نظام حیات کائنات میں انسان کے مقام مسئلہ اضافیت پر اظہار خیال کرتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے فطرت نے اپنی چھپی ہوئی حقیقتوں کا اظہار ان کے ذریعہ سے کر دیا ہے۔

یہی سائنس کا الہامی پہلو ہے۔ ایک سائنس دان جب فطرت میں ڈوب جاتا ہے تو فطرت اپنے نئے ابعاد اور تخیل کے نئے زاویوں کا انکشاف کرتی ہے۔ ان کا تصور خودی 'انسانی نفس کے نئے ابعاد کا ایک روشن پہلو تھا۔ اقبال اپنے خطبات میں کہتے ہیں کہ "فطرت کا علم خدا کی تخلیقی فعلیت کا علم ہے۔ جب ہم نیچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو 'اٹائے مطلق سے قریب تر ہو جاتے ہیں اور یہ بھی ایک طرح کی عبادت ہے'۔"

میں نے اقبال کے کلام کا مطالعہ اس کی معقولیت 'فلسفیانہ گہرائی اور ان کے شاہد فطرت ہونے کی حیثیت سے کیا ہے۔ ان کے تخیل کی بلندی یہ ہے کہ سائنسی مشاہدات کے بارے میں وہ ایسی گہرائی فکر سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں کہ شاید اس سائنسداں کے لئے جو اس کا موجد ہے اس کی فکر کی رسائی اس نقطہ تک نہ ہوئی ہو۔ یہی اقبال کے کلام کا الہامی پہلو ہے۔ آکٹوئن کے نظریہ اضافیت پر ان کا اظہار خیال 'زمان و مکان کے حدود سے اسے آگے بڑھا کر یہ کہنا کہ وہ انسان کے مستقبل کو متعین کر دیتا ہے اس خیال کی ان جہتوں کا اظہار ہے جو اس زمانہ میں نامانوس تھے۔ اقبال نے نظریہ اضافیت کو اس صدی کا ایک عظیم کارنامہ کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ فلسفہ کے دوسرے پہلوؤں پر اس کا اطلاق شاید ہمیں فطرت کی گہرائیوں سے قریب کر دے۔

اس کتاب کے مضامین اقبال کے اس سائنسی منہاج فکر کے چند گوشوں سے متعلق ہیں جنہیں میں نے محافل اقبال شناسی اور اقبال اکیڈمی میں اپنے تقاریر کا موضوع بنایا تھا۔ میں نے سائنس کے کچھ عصری پہلوؤں کو اقبال کی فکر کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان مضامین کے لئے میں نے اقبال کی طرح قرآن پاک کو اپنی مشعل راہ بنایا ہے۔ اگر قرآن کی ہدایت پیش نظر رہے تو انسانی عقل ٹھوکر نہیں کھا سکتی۔ مضامین کا انتخاب میرا اپنا ہے اور میں نے اپنے اقبال شناس احباب جیسے جناب محمد ظہیر الدین صاحب صدر اقبال اکیڈمی اور جناب 'سلح الدین سعدی صاحب سے مشاورت کی ہے۔ اقبال کا فن اتنا عظیم اور اس کی وسعتیں اتنی پھیلی ہوئی ہیں کہ سائنسی منہاج فکر کے اور کئی پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ میری پہلی کوشش کی ہے۔

یہ مضامین عصری (Contemporary) سائنس میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ جیسے ”نظریہ کلیت کائنات“ سائنس کی وہ جہت ہے جو مظاہر فطرت کی روشنی میں انسان کو ایک وحدت فکر کی طرف لے جاتی ہے۔ مرکز تخلیق کائنات کی طرف لے جاتی ہے جو خالق کائنات کی ہستی ہے۔ سائنس ایک ایسی آفاقی مساوات کی تلاش میں ہے جو اس کائنات کے راز بیان کر سکے۔ اقبال نے اس وحدت کائنات کا ذکر اپنے کلام میں کئی جگہ کیا ہے۔ علم اشیاء کی جہانگیری کو اقبال نے اپنے خطبات میں بہت اہمیت دی ہے۔ علم اشیاء اور سائنسی علوم، قوم کی صنعتی اور معاشی ترقی کے لئے بہت اہم ہیں۔ قوم کو سائنس اور ٹکنالوجی میں خود مکتفی ہونے کے سلسلے میں اقبال نے کہا تھا کہ:

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احساں

سفال ہند سے مینا و جام پیدا کر

اقبال نے ایک مضمون میں جہاں نو جوانوں سے خطاب کیا ہے انہوں نے سائنس اور ٹکنالوجی کے نئے گوشوں اور ان کے حصول پر کافی اہمیت دی ہے۔ حرکت و جمود کا سائنسی اور مابعد الطبعیاتی پہلو اقبال کے خطبات اور کلام کے بعض حصوں کی جان ہے۔ اقبال ایک ایسے متحرک کائنات کے قائل ہیں جہاں ہر ذرہ حرکت کر رہا ہے اور جمود موت کے مترادف ہے۔ میں نے حرکت کے مابعد الطبعیاتی پہلو کے لئے ملا صدرا الدین شیرازی کی کتاب ”اسفار اربعہ“ سے استفادہ کیا ہے۔ یہ اقبال کے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے کا ایک اہم موضوع بھی تھا۔ اس میں حرکت جسمانی اور حرکت روحانی دونوں پہلو ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ کائنات کی شے اپنے ارتقاء کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ ارتقاء جنس کی تبدیلی نہیں بلکہ ہر جنس کی کاملیت کی طرف پرواز ہے۔

اللہ کی نشانیوں کا مطالعہ بقول اقبال، انسان کو فطرت سے بہت قریب کر دیتا ہے قرآن نے بھی جگہ جگہ اس کی اہمیت پر زور دیا ہے کہ اللہ کی نشانیاں صاحبان عقل و فہم کے لئے ہیں تاکہ ان پر تصرف کے ذریعہ انسان دنیا میں ایک اچھی زندگی گزار سکے۔ ”نظریہ بشریت“ جدید طبعیات کا ایک نظریہ ہے جس میں انسان کے مقصد تخلیق پر بحث کی گئی ہے۔

خالق کائنات نے عظیم مخلوق انسان کے لئے کائنات کو سنوارا، اسے رہنے کے قابل بنایا اور پھر انسان کا وجود ہوا۔ زمین کی عمر ساڑھے چار ارب سال ہے۔ حیات کی ابتداء ۳ ارب سال پہلے ہوئی تھی لیکن انسان کا وجود اس کائنات میں چند کروڑ سال سے زیادہ نہیں۔ اس خیال کو اقبال نے اپنی لہم ”روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے“ میں بیان کیا ہے۔ انسان کی عظمت تخلیق اس تصور کائنات کی قدرت کاملہ کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ ”احسن تخلیق“ فرمایا ہے۔ اقبال انسان کو فطرت کا شاہد سمجھتے ہیں جہاں فطرت کی ساری رنگارنگی انسان کے مشاہدہ کا حاصل ہے۔

اقبال کے بنیادی نظریہ حیات میں زندگی ایک سیل رواں ہے ذوق پرواز ہے:

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں

میں نے اس مضمون میں حیات کے عصری نظریات کو پیش کیا ہے جیسے ڈارون کا نظریہ ارتقاء، جو عصری نظریات کی روشنی میں غلط ثابت ہو رہا ہے۔ اللہ کی مخلوق بالکل ایسی حالت میں ہے جیسے اُسے پیدا کیا گیا تھا۔ ہر جنس میں اندرونی طور پر اور عادات و خصلتوں کے لحاظ سے ارتقاء ضرور ہوا ہے۔ لیکن یہ ارتقاء جنس کی تبدیلی نہیں ہے۔

ان مضامین میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ میری اپنی سعی ہے۔ ایک طالب علم کی جستجو ہے جہاں میں نے قرآن سائنس اور اقبال کے خیالات میں تعلق اور ربط کے اظہار کی کوشش کی ہے۔ میرے مضامین ہرگز حرف آخر کی حیثیت نہیں رکھتے لیکن وہ دھینا صرف ابتداء کا مقام رکھتے ہیں۔ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ سائنسی تخیل اور اقبال کے کلام کے نئے گوشے اور نئی راہیں فراہم ہوں اور اقبال شناسی کا کارواں آگے بڑھے۔

ایم ایم تقی خان

اقبال کا سائنسی منہاج فکر

اقبال کی تحریروں اور کلام پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اتنا کہ کسی دوسرے شاعر کا ان سے کوئی مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اقبال ایک ہمہ پہلو شخصیت کے حامل تھے۔ ان کا کلام بلند ترین تخلیقی اظہار الفاظ کی اثر انگیزی اور ایک معقول انداز فکر کا نتیجہ ہے۔ یہی معقولیت پسندانہ انداز فکر کا ایک پہلو اقبال کا سائنسی منہاج فکر ہے۔ فطرت اور انسانی اقدار کو سمجھنا ایک ہی حقیقت کے دو پہلو ہیں۔ فطرت کے مطالعہ میں عقل و خرد کو دخل ہے اور انسانی اقدار کی تکمیل عشق کے بغیر ناممکن ہے۔ عشق اقبال کے نزدیک عین احکام الہی کی اطاعت اور عشق رسولؐ سے عبارت ہے۔ عشق اور عقل کا حسین امتزاج خود انسان کی ذات ہے۔ عشق بھی عقل کے بغیر ممکن نہیں اور سائنس کے مطالعہ میں عقل و خرد کو دخل ہے۔ اقبال چاہتے ہیں کہ ان دونوں صلاحیتوں میں ایک قسم کا توازن برقرار رہے۔ اقبال سائنس کے طالب علم نہیں رہے۔ لیکن جب وہ سائنسی مسائل جیسے زمان و مکان حرکت و سکون اور مسئلہ اضافیت پر اظہار خیال کرتے ہیں تو وہ ان سارے فلسفیوں اور سائنس دانوں کی آراء پر بڑی سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور اپنے نظریات کے ثبوت میں ایسے عقلی دلائل پیش کرتے ہیں جنہیں ہر معقولیت پسند انسان قبول کرتا ہے۔

خطبات میں اقبال لکھتے ہیں کہ ”سائنس ہماری روحانی زندگی کے لئے مشعل راہ نہیں بن سکتی۔ اس کے باوجود سائنس علم انسان اور انسانیت کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔“ وہ مزید کہتے ہیں ”نیچر کا علم خدا کی تخلیقی فعلیت کا علم ہے۔ جب ہم نیچر کا مشاہدہ کرتے ہیں تو انا کے مطلق سے قریب تر ہوتے ہیں اور یہ بھی ایک طرح کی عبادت ہے۔ چنانچہ وہ اپنے کلام میں فرماتے ہیں

علم اسماء اعتبار آدم است حکمت اشیاء حصار آدم است
گفت حکمت را خدا خیر کثیر ہر کجا ایں خیر را بینی بگیر

چشم او بر واردات کائنات تابہ ہندو محکمات کائنات
قبول ہے۔ یہ آئی غیبت کی روشنی میں یہ ثابت میں نہیں آتا ہے کہ
کائنات کی ہر شے نئی آئی ہو۔ نہ کہ وہاں ہے۔ ہر وہاں ہے کہ ان کے
قبول ہے۔ وہ ان کے متعلق قبول ہو۔ کہ ان کے قبول ہے۔ کہ ان کے قبول ہے۔

فریب نظر ہے سکون و ثبات تڑپا ہے ہر ذرو کائنات
 زمانہ تنہا سے رہا ہے محو سدا عمریاں رنگ و آواز سے بے نیاز
 اقباسِ آسمانی سے بہت زیادہ متواتر تھے یہ نغمے پر مشرق میں آسمان
 یہ بحرِ جہنم تھی یہ فضا جس میں کہ آسمان کے تھے یہ نہایت کے نہایت
 یہ دیکھ کر ہمارے ہاں تھی یہ سدا اس کے اندر کس سے کس سے کس سے کس سے
 کے تھے ہر مہرستان میں یہ چہ یہ تصور تھی یہ رانی میں شائیں و سحر سے سحر
 میں وہ بات تھی مشتاق کے نہیں یہ نہ یہ نہایت کے ہاں سے یہاں سے یہاں سے
 جس میں اقل نہیں تھا نہ کٹے انہوں نے مجھ سے یہاں سے ایک ایک سے ہر ایک سے
 نہ کہ تھیں ان کے ہاں یہاں سے جس میں مشتاق کے نہ

نہیں اور اس کے ایک ہاٹھوں اور نو گھنٹے کی راتوں میں اس
 میں زمین و آسمان کی چیزیں ایک دوسرے میں آمیزش ہو جاتی ہیں۔
 ان کیفیت کے ادیبانیں۔ شاعراتیں کی اور تہذیب و ادب کے شہسواروں کی
 توجہ پر یہ مضمون پر حتمی ہے۔

[illegible]

ہیں۔ حرمت و طہون بھی شہد کے حوالہ سے اضافی ہیں۔ اس حقیقت و اقبالی نے بی ویر نامہ کے دروس میں زبان و مکان کے فاشی کی زبانی بیان کیا ہے۔ اس فاشی کے دروس زبان و مکان کی اضافی خصوصیت کو ظاہر کرتے ہیں۔

زانِ سحابِ افروخته آمد فردوس
 بادِ طاعتِ این پد آتشِ آن دیو...
 آن یارِ تک و یک دینِ رستمِ سحاب
 پتھرِیں بیدار و پتھرِ آب بہ خوب
 ہر گز نہ رہے نہ رخ و زور
 چوں خیال اندر مزاجِ اُورے
 م زہیں اُورِ را ہوائِ شیریں
 پر کشدن در آفتابِ دیگرے
 آہوں کے فلسفہ زرت دے روئے نکات دے
 کہ ہے نہ طبعِ عالم
 مٹنی نہ نہت و رجوم ہے
 تہ دونوں یہ ہوتا ہے جوہر ہے چاند میں حرارت ہے
 جس برات و تامل کا نتیجہ ہمہ کائنات میں فانی آئیں میں دیکھتے ہیں۔ کائنات کی مستقل
 حقیقت ہے جو افسانہ ہے۔ میر میں ایک ایسا ہی غارِ شعلہ کی تابی کی رفتار سے سفر کرتا ہے
 کہ آواز نہ ملے تو یہ مادہ تو فانی ہے اور اس کے فی مقاب میں تپشیں ہیں اور وہ تو فانی
 کی یہاں آئیں ہے اور فانی کی مقدار اس کے عین میں پڑے۔ جو کہ اس کے عین میں
 وہ ان کی ہی زیادہ ہوگی۔ اس کائنات میں مختلف کائناتوں کی ہر چیز و مادیات
 فانی ہیں جسے "باقی متناہی کی شین" کہتے ہیں۔ جو کہ کائناتوں کے سوا ایک محدود
 کسب و کسب ہے۔ فانی ہے باقی ہماری آنکھوں میں انجی مٹی ہیں جو کہ اس کے ذرائع سے انہیں
 اس کے کہتے ہیں۔ مادہ تو فانی یا ذروہ پند ہے اس کے اس میں رقص پیدا ہوتا ہے۔
 اور وہی رقص فانی یا ذروہ کی وجہ سے ہے۔ مادہ کو اپنی طرف ایک سمت رہتا ہے۔
 جو کہ ذروہ کے جوہر کے ساتھ ساتھ تبدیلیں دیکھتے ہیں۔ جو کہ اس کے مادیات ہمیشہ
 رہتے ہیں۔ مادہ کا وجود جو ہر ارضی مادیات کے باہمی تعلق کی وجہ سے ہے جو اسے ایک
 مادی کر رہا ہے اور شعلہ ہمیشہ متوازن اور تشکل رقی ہے۔ مادہ کے متحرک اجزاء جوہر

یہ انیہ ایک طرف سے ہٹ کر دوسری طرف ہو جاتا ہے جیسے آئین کے معلومات کا انیہ و
 ہمس کے لئے آئین کا تہذیب کے لئے انیہ و۔ معلومات کو جمع کر کے اور اسے
 بہار (Process) کر کے ہر تشہیم پیدا کرتے ہیں۔ ہماری حیثیت معلومات کی
 تخلیق (Process) کرنے والی ہے۔ اس میں سائنس دان شاعر آرٹسٹ
 اور دوسرے ماہرین فن و تمام انیہ عمومی سائنس معلومات کر سکتے ہیں اور پیدا کر سکتے ہیں جو
 اپنے سے معلومات نہیں لیں۔ اس کی مانت کے جزاء یہ ہے کہ وہ موجود ہیں۔ ہر چیز کا تشہیم
 کے فیہ تشہیم کا غرض حقیقت کا کار کی ہے معلومات فراہم کرتا ہے۔ اس کو نئے معلومات
 کے لئے فراہم کیا جاسکتا ہے۔ تشہیم کی تلاش دنیا کے معلوماتی ذرائع سے فراہم کیا جاتا ہے۔
 معلومات کے بغیر ذرائع میں نہ ملتی دنیا۔ اس لئے کہاں فرماتا ہے۔

یہ دنیا میں رہ رہے فرمادہ اور۔ کہ یہ مستور و شہر یہ ہے ذوق حریفی
 کی نہ شوق سے ہوتی ہے نمودار۔ ہر وہ میں پائیدہ ہے جو قوت شوق
 یہ تانت چھپاتی نہیں خمیہ۔ کہ وہ وہ میں ہے ذوق آشکار کی
 ہر وہ خمیہ یہ معلومات سے خزانہ ہائے کے سے ذوق یہ ہے۔ یہی جہاں
 ہر وہ میں ذوق نمودار ہوتا ہے۔

جہاں ہر وہ کی افکار ہائے کے ہے نمودار۔ کہ یہ شہر سے ہوتے ہیں جہاں پیدا
 ان ذوق ان مجید شہر کا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں شہر ہوا ہے کہ قرآن
 اس تا نہیں کرتے۔ یہاں کے قلوب پر قفل ہائے کے ہیں۔ افلا یبصرون
 اسراں اسم علی قلوب افشالہ (۱۰۰ سورہ محمد ۱۲)

ہمات کا خمیہ ہائے کے سے ذوق یہ ہے ہر وہ کی ذوق آشکار کی و
 ہر وہ۔ بے شک یہ ہے کہ ذوق آشکاراں ہر وہ میں ہر وہ ہے۔ یہاں کی جہی و
 ہر وہ ہیں۔ ہر وہ خمیہ کے ذرات جیسے ذرات ہر وہ ہر برق پارو (Electron) کی و
 نہ ہر وہ جہی رفتار اور ان کی جہاں کا خمیہ ایک ہر وہ نہیں یہاں ہر وہ اس کا قفل ہر وہ کے

کی ایک چیز، جس پر آگے نکلنے کی بات میں قوت ہے۔ قوتوں میں ایک دوسرے سے
مختلف باتوں کی جانب رجحان بھی ہے اور اس کی وجہ سے

”هو الله الخالق الناري المصور“

”تصویر پر مبنی قوتوں میں ایک دوسرے سے مختلف باتوں

الذی خلق سمع سموت ضحاہ“ (ناری فی خلق روحہ میں

سموت قارحہ المتحرک فی سموت ضحاہ)۔

۱۔ تمدن و باتوں کے ساتھ ساتھ ان میں بھی رجحان ہے۔ یہ قوتیں

ناتک میں وہی قوتوں کے ساتھ ساتھ ان میں بھی رجحان ہے۔ یہ قوتیں

ناتک میں یہ قوتیں بھی ہیں جن میں قوتوں کے ساتھ ساتھ ان میں بھی

باتوں کے ساتھ ساتھ ان میں بھی باتوں کے ساتھ ساتھ

زمانہ ایک حیات ایک کائنات بھی ایک

ویل کم نظری قصہ جدید و قدیم

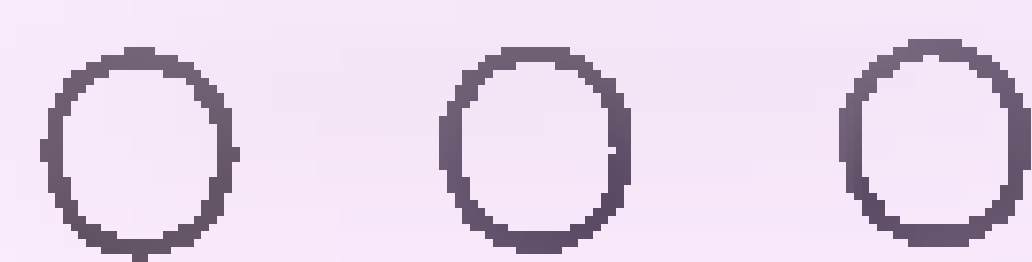
حوالہ جات:

Reference:

(۱) خطبات اقبال

۱. Einstein Albert Essays in Science Philosophical Library New York (1934).
۲. James Pau About Time Einsteins unified revolution Orion Publication N Y , 1995,
۳. Johnson George Fire in the Mind, Science faith and in search for order- vintage Books N Y (1995).

- (5) Heizenberg Werner Physics and Philosophy
Harper N.Y (1958).
- (6) Barrow John Frank Tipler Anthropic Principle
Oxford (1999).



ہیں تیرے تصوف میں یہ باتیں یہ کشتیاں
 یہ گنبد الفیك یہ زموش فضا میں



وہی جہاں ہے تیر جس کو تو مرے یہ
 یہ سنت و خشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہے

علم و اشیا کی جہانگیری

مخبرِ پادشاه سے کہیں کہ میں نے اپنے خطبات میں بہت ہی ہے۔
 مانتے ہیں کہ وہ روحانی ترقی سے بہت زیادہ بہت بہت رہتے ہیں۔
 میں نے ان کو دیکھا ہے کہ یہ بھی ہے۔ بہت زیادہ ترقی کرتے ہیں۔
 ان کے لئے میں نے بہت سے کام کیے ہیں۔ یہ بھی ہیں۔
 یہ بھی ہیں۔ یہ بھی ہیں۔ یہ بھی ہیں۔

[illegible]

علم ۱-۴۰۰ اعتبار آدم است

حکمت اشیاء دھار آدم امت

پایہ مبارک چلیں، کھڑے ہو جائیں۔ یہاں پر کھڑے ہونے سے پہلے

نالم آب و خاک و ہوشیاریاں ہے تو کہ میر
وہ جو نشتر سے ہے نہاں اس کا جہان ہے تو کہ میر

۶ الحیات

References :

- 1) C. G. Jung, Carl Gustav Jung, The Making of Humanity London (1938).
- 2) Carl Gustav Jung, Quark and the Jaguar, Adventures in the simple and the complex, New York, Free Press & Co. Inc. (1994).
- 3) Carl Gustav Jung, The Collected Works of the, Carl Gustav Jung, What is the answer, what is the question - Dela N.Y (1993).
- 4) Carl Gustav Jung, The Great Design, Particles, Mind and Creation, Oxford (1997).
- 5) Carl Gustav Jung, Dreams of a future theory, vintage (1996).
- 6) Carl Gustav Jung, Archetypes and the collective unconscious, Princeton University Press & Karver Paul London (1989).
- 7) Carl Gustav Jung, Speakable and the unspeakable in quantum mechanics, Cambridge (1987).
- 8) Carl Gustav Jung, Quantum, Reality beyond the known, physics, an excursion into metaphysics, Archer Books (1987).
- 9) Carl Gustav Jung, Fire in the mind, science, faith and the search for order, Vintage Books (1990).

مَنْ كَرِهَ الْغَيْبَ فَلْيُغِيبْهُ

اَمَلْ اِنْ حُكِمَ بِرُخْمٍ اَنْظُرْ اَمَلْتَ

جس نے بھی ختم چاہے غیب کی خبریں نہ لے، اگر غیب کی خبریں نہ لے

دیکھو۔ پھر اقبال فرماتے ہیں:

کوہ و صحرا و دشت و دریا بحر و بر

تختہ تعظیم اربابِ نظر

یہ دنیا کی تمام باتیں اربابِ نظر کے لیے ایک تختہ تعظیم ہیں۔

یہ۔ کائنات (Cosmos) میں جتنی باتیں ہیں جیسے دشت، دریا، کوہ، صحرا،

بحر، بر، تختہ تعظیم ہیں۔ ان باتوں کی طرف سے ہمیں دیکھنا چاہیے۔

یہ باتیں ہیں جو آسمان کے لیے تختہ تعظیم ہیں۔ ان باتوں کی طرف سے ہمیں دیکھنا چاہیے۔

یہ باتیں ہیں جو زمین کے لیے تختہ تعظیم ہیں۔ ان باتوں کی طرف سے ہمیں دیکھنا چاہیے۔

ہیں تیرے تصرف میں یہ بادل یہ کھنکھیر

یہ گنبدِ افلاک یہ خاموش فضا میں

تیرے ہر قدم کی آواز ہے یہ دنیا میں

تیرے ہر چہرے کی آواز ہے یہ دنیا میں

آئینہ ایام میں آج اپنی ادا دیکھ

یہ باتیں ہیں جو زمین کے لیے تختہ تعظیم ہیں۔ ان باتوں کی طرف سے ہمیں دیکھنا چاہیے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ حَقُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (۱۵: ۵)

اور اس میں سے آیتوں میں زمین و آسمان کی تخلیق نے چھ دنوں میں ہوئی۔

پورا کیا۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (۱۵: ۵)

اور وہی ہے جس نے زمین و آسمان کی تخلیق چھ دنوں میں کی۔

سال اور پچاس ہزار سال بھی ہے۔

وَأَن جَدِّي عَمْدِي بَات كَالْب سَدْمِي عَمْدِي الْحَج ١٤٧:٢٢

روح المئسکہ و لروح اللہ فی یوم کان منذ ارد حمس الف سہ، المعارح (۴:۷۰)
 تیس دن پہلے جو تین سو جوان ہوں اس کو خلق کرنا ہے۔ طاعت سے پہلے نہ تو ہر وقت
 نہ اس زمانہ میں۔ طاعت کی ابتداء ایک وقت پر ہونی۔ (۱) اس سے پہلے ہا سو اس یہاں
 یہ نہیں ہے۔ یہ تین سو جوان و زمانہ اور طاعت کی ابتداء ایک ایسے وقت سے ہونی چاہئیں
 ماری و تیس سو جوان تین سو جوان۔ یہی اس انداز میں ہے

اولم يرالدين كنروا ان السموت والارض كانتا ففتشهما
(الاسماء: ٢١: ١٣٠)

۱۔ یہ کہانی اس بات پر غور نہیں کرتی کہ آسمان و زمین کیبھی ایک جگہ ایک نقطہ پر ملے
وہ تھے اور نہ آسمان و زمین کا ایک نقطہ۔ آسمان و زمین کا ایک نقطہ پہلے نہ تھا نہ آج
نہ کبھی نہ چنانچہ مدت کا تصور نہیں ہے۔ (۲) یہ نقطہ نہایت ہی تنہا تھا۔ اس کا نقشہ
۱۰۔ ۱۱۔ آسمان و زمین نہایت بڑا تھا اس کی شہادت بھی یہ ہے 10^{45} گینڈ میں
ابوبلیس آباد (۳) یہ انگ کے "انجمن بن فیلو" سے لیا گیا ہے۔ جس کے متعلق بتایا گیا
ہے کہ ہر گز ایک ایک سیکنڈ کی مدت سے یہ اس سے بھی کم۔

”وَمَا أَمِرُ السَّاعَةَ كَمَنْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ“ (الرحل ١٦: ٧٧)

[illegible]

ہے اور اسے اچھو سوج کے دوسرے سرٹ پر بنے ہمیشہ مراد آریک ہوتا ہے۔ پاندہ کھور
 سن کے ۱۲۰ ایکریکل ہے جو پندرہ ۲۹۰ ۳۰ میں دیوارا جیتا ہے۔ اس سرٹ
 پاندہ دیوار زمین کے طرف ۳ میل فی سنڈ ہے۔ ہر سمت کے ہارے پاندہ سرٹ سے
 بہت پیوہ ہے زمین پوندہ زمین سے قریب ہے اس سے تسلی کا زمین پر پاندہ ہوتا ہے۔ دینا پچ
 ہر ہار کے موقع پر سمندر میں مد و جزر پاندہ کی کشش کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہ مد و جزر
 مد و جزر جیسی قوتوں کا ہے جو ہیں اور ان سے جیسی جیسی پیدا کی جاسکتی ہے۔ پاندہ کے متعلق دیکھا رہا
 ہے۔ اس وقت وہ اپنے سے اور زمین کی مدت مقرر کرنے کے لئے ہے۔

بسمولک من الاھلۃ . قل ہی مواقف للناس والھجج (البورہ ۱۸۹۲)
 تم سے ہے پاندہ کے متعلق پچھتے ہیں اس سے ہوا کہ یہ مقرر وقت و زمانے
 کے لئے ہے اور حج کے لئے ہے)

ھو الندی حمل الشمس صبا . والثھور اور اوقدارہ مسراں لسمعوا
 عدد السنین والحساب (یونس - ۵: ۱۰)

یہ کتاب وراثتی ہے اور یہ پاندہ اور پچھ پاندہ کی مدتیں مقرر ہیں
 اس سے اس کے بعد برسوں کی مقدار اور اس کے حسابات اور مدتیں مقرر ہیں اور اس کے متعلق
 سورج کے احاطہ زمین کی مدت سے ہے۔ سورج کے طرف زمین کا دورہ ۵۸
 روزہ میں ہے۔ اس کے ۲۵ ۳۶۵ دنوں میں پورا کرتی ہے۔ اس سے اس کے
 طرف زمین کی مدت ۱۸ ۵ میل فی سنڈ ہے۔

اللہ فرماتا ہے :

ان فی خلق السموات والارض واحتداف المل والیبر الاسب
 لاولی الباب (آل عمران - ۱۹۰: ۳)

(سب شعب زمینوں اور آسمانوں و بناؤ اور رست و زمانہ کا حساب اس میں متعلق
 اس کے لئے نشانیوں ہیں) اللہ فرماتا ہے رات و دن کی تبدیلی اور آسمان کی تبدیلی اللہ

یہ نپھلے قندروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ماہرین معنیات اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

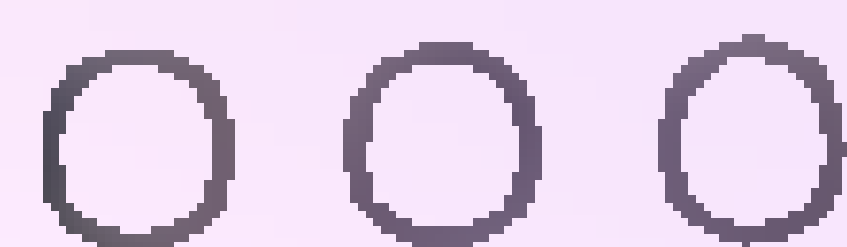
اللہ الذی یُرسِلُ الرِّیحَ فَتُثیرُ سَحَاباً فِیْ سَمَاءٍ کَیْفَ یَشَاءُ
وَجَعَلَهُ کِسْفاً فَرِیَ الْوَدیِ یَحْرِحُ مِنْ حِلَلِهِ فَاِذَا اَصَابَ مِنْ یَمَیْنِ
مِنَادٍ اِذَا هُمْ یَسْتَسْرِوْنَ (الروم ۳۰ ۴۸)

(اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو چلاتا ہے تو وہ پانی کو اُڑاتی ہیں اور پھر ان پانیوں کو
بارش کی صورت میں بھیجتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے
میں سے پانی برساتا ہے۔ تو پھر یہ پانی ان ہندوؤں تک پہنچ جاتا ہے جن تک وہ پہنچنا
پاہتا ہے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں)

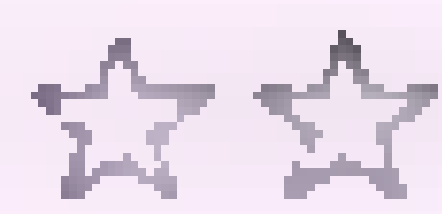
وَمِنْ اٰیٰتِہٖ بِرِیْکَہِ الرِّیْقَ حَرِیْقًا وَّطَمَعًا وَّیُبْرِئُ مِنْ سَمَاءٍ مَّاءً فَحِیْ ہ
لَا رَحْمَۃَ مَوْتِیَآ اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَا یَتَّقِیْمُ یَعْتَلُوْنَ (الروم ۳۰ ۶۰)
(وہ جس کی نشانیوں میں یہ بھی کہہ دے گی وہ خوف امید و مرکزین کے ساتھ ساتھ اور
ان سے پانی برساتا ہے اور یہ سب سے مراد زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس میں بھی اس
قدر کے بہت سی نشانیاں ہیں جو عقل رکھنے والی ہیں)۔

ہواؤں کے ہواؤں میں تھکنے سے ان میں برقی بارشیں ہوتی ہیں۔ یہ پانی کے قندرات
میں قندریں ہیں اس کے مٹنی و مثبت پر ایک ہو جاتا ہے اور ان میں آواز و برقی
کے ساتھ برقی آواز جاتی ہے۔ اس کو مٹنی برقی کہتے ہیں۔ انسان ان کے خوف و ہراس
سے ہوا تو کہ ہوا سے بچی پرت ہوا۔ فی بار زمین کے کسی بھی تے میں بارشیں
ہو رہی ہوتی رہ زمین سے ہواؤں کی طرف جاتی ہے اس کو بھی رنا کہتے ہیں۔ اس میں
کئی تے تے ہوتی ہے کہ چیزیں جل جاتی ہیں۔ اسی کو بھی رنا کہتے ہیں۔ بجلی کے
سے وقت ہندوستان اور ایشیاء میں اتنے عام ہیں جس میں امریکہ کے میدانوں میں
پہاؤں کے میدان اور مرکز اور جہاں گرا کر ایتھروں سے ہیں۔ مٹنی برقی سے انسان نے برقی

- 2 Weinberg Steven - The first three minutes A modern view of the origin of the universe Basic Books N.Y (1988)
- 3 Hawkins Stephen - A brief History of Time-Banton Books N.Y (1984)
- 4 Hawkins Stepehn - Black Holes and Baby Universes Bantan Books, N.Y (1997)
- 5 Rees Martin - Before the Beginning Our Universe and Others Perseus Books N.Y (1990)
- 6 Penrose R - The Large the Small and the Human Mind cambridge (1997)



جہ جیتے ہے جو خود نمان
 کہ ذرہ شیبہ کہ جہانی



یہ کائنات چھپاتی نہیں ضمیر اپنا
 کہ ذرہ ذرہ میں ہے ذوق شکرانی

موت سے پہلے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا کیا ہے اس کو تم کو
 دے گا۔ الذی خلق سموت طاقا ۔ ۔ ۔ میں نے تم کو
 جس سے تم کو عطا کیا ہے اس کو تم کو دے گا۔ وہی ہے جو تم کو
 عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے
 وہی ہے جو تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔

(موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔)

موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔

والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم
 والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم
 والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم
 والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم

موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔

موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔

موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔
 موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔ موت سے پہلے تم کو عطا کیا ہے۔

فراست میں تخی کوئی بات ہے ورنہ کون کہانی تیز نہیں ہے۔

کہتا تھا قطب آسمان قافلہ نجوم سے
ہمربو ! میں ترس گیا لطف خرام کیلئے

قطب آسمان کا جو نام ہے اس کا راز ہے، یہ بھی رواں دواں ہے اور سب فراغ سے
نرم و رنحوں کا رونا ہوا، ایک بار سے لے کر حیات کی ہر تپش میں حرارت کی حرارت اور
ذوق پرواز ہے۔

ٹھہرتا نہیں کاروان وجود

کہ ہر لحظہ ہے تازہ شان وجود

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی

فیض ذوق پرواز ہے زندگی

راز حیات پوچھ لے خضر مجتہ گام سے

زندہ ہر ایک چیز ہے کوشش کا تمام سے

فراست سے اس تصور کے تحت ہر ہم زینوں کے ہر حرکت کے لئے یہ پانچوں مقامات

بیٹا ہے ایک تہہ کے درمیان رفتاری سفر نہیں ہو سکتی۔ (۱) شکل و قوت و حرکت میں فرق

نہیں۔ شکل و قوت و مکان کا واسطہ ہے جہاں پر جسم واقع ہے۔ یہ بدن جاسکتا ہے لیکن مقام

کے واسطے حرکت کے ساتھ حرکت کرتا ہے۔ جیسے یوں کہ چاروں طرف سے ہوا قوتوں

شکل و قوت میں ہوتا ہے۔ لیکن چاروں طرف سے ہوا قوتوں کے ساتھ

سے یوں کہ بدلتا ہے۔ ہوا کے مسائل ہیں جن سے اس پسینے سے کیا، شکل و قوت

بدل سکتا ہے لیکن مقام نہیں بدلتا۔

۱۔ پہلی علامت کے لئے یہ حرارت میں اضافہ کا ایک خاص مقام ہے۔ یہ

مقامت علامہ فخر الدین رازکی ہیں جنہوں نے مباحث شریقیہ میں (۲) حرارت کے پہلی

بہشت کی ہے۔ دوسرے علامہ میں ابن خلدون نے شریعیہ میں (۳) حرارت کے پہلی

Aerobatics کوپ نے ایک ہونا کہ جب وہ اپنے ہاتھ جسم سے قریب کریتے ہیں تو وہ زیادہ تیزی سے گھومنے لگتے ہیں۔

قبول نے اٹل عروک سے نمبر یہی اپنے خطبات (۳) میں تئید کی ہے۔ قبول نے ایک زمان و مکان و متحد نہیں کیا جاسکتا۔ وہوں سے برائے گن جتنے ہیں جس میں اتنی راہز بغیر کی رکاوٹ کے مسلسل ہوتا ہے۔ تئید تک کے تصور میں حرکت اور نمود ہا تصور یہ، نمبر نہیں کیا جاتا۔ قبول کا یہ نمبر یہ Bergson (۴) کے نمبر یہ حرکت سے باطل مشابہ ہے اور قبول ایک حد تک Bergson کے نمبر یہ حرکت سے متعلق ہیں۔ Bergson نے کہا کہ حرکت و تئید نہیں کیا جاسکتا۔ حرکت کو ایک آئینے سے جلی اس کی جگہ سے قوا حرکت نہیں بدلے مکان بن جائے گی۔ حرکت ایک مسلسل تبدیلی ہے۔ حرکت مسلسل ہے جس حرکت سے کہ ایک نمبر کی رائے کی تئید کا ایک مسلسل ہوتا ہے۔ اور ن تئید کا ایک متغیر دور گزار سے نمبر یہ ہے تو حرکت کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ ولی ایک تصور میں حرکت کا ایک کوئی مظہر ہے۔ حرکت بھی چھوٹی چھوٹی تبدیلیاں ہیں جس کو ذہن نہ جانتا ہے، مگر اس میں حرکت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ اس کو اس تصور میں تئید کا ایک کی تصویر ہر کے کی جو نمود ہونا حرکت نہیں۔ حرکت و روکنے کے بعد اس سے بعد حرکت ایک نئی حرکت ہونی چھٹی حرکت کا مسلسل نہیں۔

مکان کے تصور میں ایک اہم پیشرفت مکان میں کی گئی ہے۔ اس کی تئید کے اس واقع کا قیمن ہے۔ یہ ایک حوالہ ہے۔ بعد میں اس کی اور تئید ہے۔ سراجا میں مکان میں کی تئید کی اور اس کی لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کے بعد سے ہونی ہے اسے Cartesian Coord.nate نظام کہتے ہیں۔ متام کے قیمن کے کے کی، ان کے بعد میں۔ ن تئید کے جیسے ایک بروئی مرکز سے کی تئید کی اور کی۔ ان مختلف نظام استعمال کرنے ہر کی دو مقامات مانی سید ن کے Coordinates کی عمل میں معام کرتے ہیں۔ اس طرح مکان ایک ایسی حقیقت ہو یہ جس پر تجربات کے پاسکتے ہیں اور

نسانی وقت، زمان، متعلق ہا ایک ہی رقی حصہ ہے لیکن مندرجات سے نکل کر نون نے
متعلق اور نسانی زبان و زمان کے مابین ویش تصور پیش نہیں کیا۔ (۵) نیوٹن اور اس
کے ہم عصر Leibnitz نے یہاں تک کہ جو تک کی بنیاد رکھی۔ متعلق زمان و مکان کا
تصور بنا کر اس کے لئے یہ حقیقت کے لئے سے خارج ثابت ہو چکا ہے۔

نیوٹن کا یہاں ٹایپ حرکت یہ ہے کہ ہر جسم کی نسوانی حرکت میں یا یکساں حرکت
میں بہت زیادہ روکتا ہے۔ جب تک کہ کسی قوت کا اس پر عمل نہ ہو۔ سہویں صدی کے
آخر تک وقت ماننے کے کوئی صحیح انداز نہیں تھی۔ 1583ء میں گلیلیو نے
Pendulum کی دریافت کی جس سے وقت کو ماننے اور حرکت کی رفتار کے تعین میں
بدلتی۔ 1630ء میں گلیلیو نے دریافت کیا کہ حرکت سکون اور یکساں حرکت میں کوئی
فارق نہیں ہے۔ دونوں متبادل ہیں۔ اگر ہم کسی چلتی ٹرین کے دروازے کے اندر بیٹھ جائیں
اور اس بجھے کی بجائے کے چل رہی ہو تو ہم کو ٹرین کی رفتار کا کوئی احساس نہیں ہوگا جب تک
کہ ٹرین کی رفتار زیادہ نہ ہو۔ جتنی اس میں سرعہ نہ ہو۔ زمین سرعہ کے ساتھ تقریباً
20 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کر رہی ہے لیکن ہم زمین کی یکساں حرکت کے
مساویں نہیں یہ رفتار محسوس نہیں ہوتی۔ سیاہی یکساں حرکت کے لئے کی قوت کی
ضرورت نہیں۔ اقبال فرماتے ہیں:

رفتار کی شدت کا احساس نہیں اس کو
فطرت ہی صنوبر کی محروم تھا ہے
بچتہ تر ہے گردش پیہم سے جاہ زندگی
ہے یہی اسے بے خبر راز دوام زندگی

یساں رفتار بہ تو رفتار کی شدت کا احساس نہیں ہوتا اور یہ صنوبر کی فطرت کا حصہ
ہے۔ ان صحن گردش پیہم یکساں رفتار کا دوسرا نام ہے جو زندگی کو دو درخت ہے۔ رفتار کی
وقت سے ہی ٹھ سے تبدیلی کو اسرار کہتے ہیں۔ یہ اسرار قوت کے عمل سے ہوجاتے قوت

شے جس سے بارش ٹپتی رہی ہے۔ کاسمک شے میں، سب برقی، ممتنع ٹپکی موبائیل ہیں۔ زمین کی
 ایک ایک بارش ہوتی ہے۔ ہر برقی بارش کے ساتھ ایک برقی میدان پیدا ہوتا ہے جو
 بدلتا اور دفعتی دھڑکن ہوتا ہے۔ قوت چاہے سب سے کم ایک بدلتی قوت ہے۔ اس میں
 الٹا نہیں ہوتا۔ قوت چاہے کاسمک میدان پر جسم کے ہر ایک ہوتا ہے۔ اس میں ہر لمحہ یہ
 میٹھی ہو رہی ہے۔ اس میں سب سے بڑا ہوتا ہے۔ میدان میں۔ میدان کی انسانی حقیقت
 سے اس وقت کی۔ اس وقت میں درمیان ٹپکی میدان سے Maxwell کے لیے اس
 میں، ٹپکی دریافت میں ہونے کے ساتھ ساتھ اس وقت کے لیے اس میں سب سے بڑا
 میں، ٹپکی یہ ہے کہ برقی ہے۔ اس میں ایک برقی میدان کی اجازت ہے۔ ٹپکی میدان میں
 برقی میدان میں ہے۔ اس میں طرح طرح کی ٹپکی میدان، برقی میدان پر اثر انداز ہوتا ہے
 اور وقت کے لحاظ سے اس میں کیا تبدیلی ہوتی ہے۔

Maxwell کی ایک اہم دریافت، فوری رفتار ہے جو ایک حقیقت کی بنا پر
 میدان کی گائیو ہے۔ یہ فوری رفتار کائنات کا ایک بنیادی مستقل ہے۔ ہر جگہ اور ہر
 لمحہ یہ ایک ہی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک ہی ہے۔

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو

ہو خورشید کا ٹپکی اگر ذرہ کا دل چیریں

فوری رفتار میں کاسمک بنیادی مستقل ہے جس کا نام ایک فوری رفتار ہے
 ٹپکی کے لئے یہ انصافیت کی بنیاد پر ہے۔ قوانین حاکم ہیں۔ اس میں سب سے بڑا
 ہے۔ یہ ٹپکی دھڑکن حالتوں میں فرق نہیں کیا جاسکتا۔ Maxwell کے میدان سے یہ کے
 بعد جو فوری مستقل رفتاری عمل میں نمودار ہوتا ہے۔ اس میں یہ ٹپکی ہوتا ہے۔ ٹپکی کا
 ٹپکی یہ انصافیت فوری رفتار پر بھی منطبق ہوسکتا ہے۔ حرکت کے ساتھ ٹپکی ٹپکی
 ہر فوری سمت بہت تیز رفتار سے سفر کریں تو فوری رفتار کم ہونے لگی اور ٹپکی بہت
 کم سفر کریں تو فوری رفتار بڑھ جائے گی۔ اس صورت میں ٹپکی ٹپکی ٹپکی ٹپکی

نہیں دیکھ رہی تھی یہ کہ عواقب اور نتائج بہت ہی دلچسپ ہیں۔ سب سے پہلے
 ایک ماہی اور تھریک کے درمیان امکان کے پوکھٹے لہرے اس کے اپنے ہیں۔ اس میں یہ
 کہ ایک تھریک جس کا ایک ماہی مشاہد کے مقابلہ میں مستثنیٰ تیز رفتار سے سفر کرے تو اس
 کا امکان سب سے زیادہ ہے، اس کا وقت پچھل جاتا ہے اور اس کی میت میں بھی نہیں آتا۔
 وقت کے سب سے زیادہ دور جانے کی وجہ سے یہ تھریک جسے جب وہیں آتا تو اس کی عمر اس
 ماہی مشاہد کی عمر سے بہت کم ہوتی (8) فوری رفتار سے قریب قریب ۱۰۰ فیصد تو
 اس کا ایک ماہی مشاہد کے کئی ہزار سال کے برابر ہوتا۔ وقت کی خصوصیت
 آکس میں مقیم یا گیا ہے۔ مدت کے نزدیک ایک دن تھریک کے درمیان سے
 نہیں یہ ہوا گیا ہے کہ حساب و کتاب کا ایک دن تھریک کے پچھل ہزار سال سے زیادہ ہے۔
 اس لئے اقبال کہتے ہیں۔

احوال و مقامات پر موقوف ہے سب کچھ

ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

اس تھریک کے نام کی رفتار ہے اور مقامات مقامات پر جا رہے ہیں۔ وقت
 بہت زیادہ موقوف وقت سے تیز رفتار ہو جاتا ہے۔ ایک Black Hole
 ایک جہاں وقت جا رہا ہے تقریباً۔ مقاماتی ہے وقت ہاں تھریک جاتا ہے۔ اس میں سے
 مشاہد کے لئے یہ کہ دو مشاہد کر رہے ہیں یا دونوں یہاں سے رفتاری سے
 جاتے ہیں اور وقت ایک ہی وقت پر ہوں تو دونوں کے لئے اس وقت پر پچھل ہوا
 جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ دو مختلف حرکتوں کے پوکھٹے میں ہوں تو زیادہ سے زیادہ وقت
 اس وقت میں ہر کے لئے نہیں ہو سکتے۔ واقعتاً کا تھریک خراب ہو رہا ہے۔ اس
 سے اس سے زیادہ وقت ہوا۔ وقت کی تخلیق چیز نہیں بلکہ صفاتی ہے اس میں اس کے
 تیار ہونے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور اس پر غور ہے کہ وہ مشاہد تو سب سے زیادہ
 ہے۔ سب پوکھٹے وقت خود اضافی ہے نہ سب بھی اضافہ ہوگا۔ اس طرح ہر سال

جو World Line کہتا ہے، ویسے ہی کے نظریاتی ہونی چاہیے۔ یہ نہیں ہوتا۔ اس میں مستقبل متعین ہے بلکہ مستقبل کے راستہ تعین ہوتی ہے۔ یہ بات دیکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ کائنات اور ممکنات میں وہی راستہ اختیار کیا جاتا ہے جو انسان یا جراثیم یا دیگر مخلوق کے لئے مناسب ہے۔ یہی وہ نظریہ ہے جس کے تحت ارتقاء کے لئے کافی گنجائش ہے۔

حوالہ جات:

Reference:

1. H. P. Hall, Times Arrow and Archimedes - Point Oxford NY (1996)

(2) مباحث مشرقیہ - علامہ فخر الدین رازی۔

3. Henry Bergson Mind and Matter - 1923,

4. Werner Max The Concepts of Space - Dover Books, London (1993)

5. Albert Einstein Physics and Philosophy

6. The Evolution in Modern Science - Harper (1958),

7. Albert Einstein Essays in Science Philosophical Library N.Y (1952)

8. Einstein Albert The Science & General Theory of Relativity, A Popular Exposition - Henry Holt & Co (1922)

9. Bergmann Peter The Ridge of Gravitation

10. Omega Publishing Co Ltd - Canada - 1992

ہو۔ مادی میں امکانی قوت (potentiality) یک دیر پہ کیفیت ہے جو دوسری کیفیت سے امتدادوں اور مقامات سے مربوط ہو جاتی ہیں۔ جو وجود میں اس امکانی قوت میں اس کیفیت روح یا شعور میں موجود ہے جو فعلیت کا محسوس ہے۔ نہ اس امکانی قوت کا وہ بہ درجہ اس حقیقت بعد از ذات ہے۔ مخلوقات میں اپنی امکانی قوت کے استعمال سے حقیقت کی طرف یہ کامیت کا سفر ہے۔ اس سفر کا صدر رہنے 'حرکت' الہیہ ہے۔ یہ حرکت ہے۔ حرکت کا معنی یہ ہے کہ یہ ممکن منزل ہے۔ اس طرح حرکت تبدیلی کا ذریعہ نہیں بنے رہتا۔ نوا تبدیل ہے۔ صدر رہا اور ابن سینا کے فلسفہ میں یہی بنیادی فرق ہے۔ ابن سینا حرکت و تبدیلی نہیں سمجھتا، صدر رہا حرکت کو کامیت کی طرف سفر قرار دیتے ہیں۔

تبدیلی کا مرکز مادہ کی عملی ماہیت نہیں بلکہ نصیبت یا تیوں ہے۔ ارستو اور ابن سینا کے فلسفہ کے لحاظ سے حرکت یک چیز والی چیز ہے جو متحرک شے میں باہر سے شامل ہوتا ہے۔ اس جز کے باہر سے شمولیت کی وجہ سے متحرک شے کی ماہیت میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ کیا تبدیلی کا مطلب اندرونی ساخت کا بدلنا ہے۔ صدر رہا کے فلسفہ کے لحاظ سے حرکت کی وجہ سے عمل و ساخت کی تبدیلی ضروری نہیں بلکہ یہ صرف تیوں کی تبدیلی ہے جس میں شے جو نہیں ہوتی۔ حرکت کا مطلب قدرتی تبدیلی ہے۔ یہ ایک تک یا نا بدانی تبدیلی نہیں کہ جس میں ایک شخص دوسری شخص میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ حرکت کا مطلب شے کے تیوں میں قدرتی ترقی ہے۔ صدر رہنے اس کی ایک بہت لمبی مثال کا سفر ہے۔ یہ سفر درجہ میں ہے۔ کسی متحرک شے کی سیاسی میں قدرتی اضافہ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔ سیاسی کسی باہر سے کرشمے میں شریک ہو رہی ہے۔ اس کا مطلب سیاسی کا خصوصی اضافہ ہے۔ اس میں ترقی کی تبدیلی ہے، شے سیاسی کی ایک منزل سے دوسری منزل کی طرف پہنچ رہی ہے۔ سیاسی کی گہرائی کا مطلب یہ ہے کہ سیاسی نہیں بلکہ سیاسی والا، ایک یا جس کے ساتھ۔ لیکن سیاسی کی تسلسل اور پہچان ترقی سے آخر تک رہتی ہے۔ اس سیاسی کے نمایاں Shades ہو سکتے ہیں جو ایک تسلسل اور ہے۔ لیکن شے کی ماہیت میں

کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

صدرہ کی حرکات جو کہ یہ ہیں تبدیلی کا مرکز ہونے کی مثال، وہ حرکات ہیں جن میں
 بصیرت اور بڑائی ہے۔ ہر ایک کی مثال میں بصیرت اور بڑائی ہونا ضروری ہے۔ مثال
 حرکت کے لیے ایک تحریک شے کی ضرورت ہے۔ جسکی حرکت کیفیت متعلقہ حرکت ہے۔
 تحریک شے میں حرکت یہ صدرہ کی حرکت کی مثال میں ہوتی ہے۔ اور حرکت کی حرکات
 ہے۔ یعنی حرکت کا مرکز ہے۔ حرکت کا ایک بنیادی جز ہے جو حرکت کا مرکز ہے۔
 یونان کے مادوں کیست اور عنصر کی (inertial mass) اور حرکت کی کیفیت،
 inert a کا نام ہے، یہ حرکت کا سبب، پیدا کی کا بھی حرکت کے لیے اس کا سبب ہے۔
 تعلیمی "کہا ہے۔ حرکت کا سبب اور اس کی حرکات کا نتیجہ بھی ہوتا ہے۔ اور
 حرکت کا جز ہے۔ کہ یونان کے طریقہ عام کیفیت کی رو سے یونان حرکت کیست یونان
 و یونان میں مواد پیدا ہوتا ہے اور یہی قوت بنا رہا ہے۔ اس میں حرکت کے قوت کی
 تیس جز سے نہیں آتی۔ یہ مادوں کیست کا جز ہے۔ اور اس کی مثال میں قوت کے اثر،
 صدرہ کی حرکت کا جز ہے۔ اس میں حرکت کا محرک حرکت کا جز ہے۔ یہ یونان
 حادثہ نہیں بلکہ متحرک مادہ کا جز ہے۔

حرکت کے صدرہ کی مثال سے حرکت (inertial motion) کا نام ہے۔
 حرکت کا سبب پیدا ہوتا ہے۔ یونان کا سبب استحکام، صدرہ حرکت کے سبب حرکت
 متعلقہ حرکت کیفیت متعلقہ ہے۔ ہر شے کی حرکت ہے۔ اس کی بصیرت ہر شے کی
 ہوتی ہے۔ "کل بیوم هو فی النان" (صدرہ حرکت) یہ حرکت ہونا ہوتا ہے۔
 صدرہ کی مثال کے لیے یہ ہے وہ صدرہ کی مثال کے لیے یہ ہے کہ صدرہ
 ہے۔ اس کی حرکت مختلف نواح پیدا کرتی ہے جیسے حرکات، حرکات، حرکات، حرکات، حرکات
 حرکات نواح میں صدرہ کی حرکت پیدا کی حرکت سے جو تبدیلی کا مرکز ہے۔ اس کی
 نواح ہر وقت رہتے ہوئے تعلیمی حرکت کی مزاحمت سے ہوتی ہے جو اس کی اور چلی قوت کے

حقیقت میں سرف سرف ہے۔ یہ تحقیقی رتہ، یک وقت سے دوسری وقت میں بدن نہیں ہے جیسے
 نارون کا کٹہر یہ ارتہ ہے۔ اس تبدیلی میں جانور انسان نہیں بن سکتا۔ لیکن نوع کو ہر وقت
 رکتے ہوئے یہ ترقی ترقی کی ترقی سے جو کمالیت کی طرف سرف ہے۔ یہ کمالیت کمال سرف
 کی ہے سرف ہے۔ **بِسْمِ اللَّهِ هَامِي السَّمَوَاتِ وَهَامِي الْأَرْضِ** "آسمان
 کی ہامی ہے سرف و ترقی سرف ہے۔ یہ اتم کی ترقی و تقدیس ہے جو اتم کی ہامی ہوئی
 تقدیر کی طرف اپنی مہمانی قوت سے کمالیت کا سرف ہے۔ اس سرف میں شے کے بدلتے
 ہوئے کی یہ سرف سے ناقابل تمیز ہیں۔ یہ حرکت ہمیشہ کمال کی کمالیت کی طرف
 ہوتی ہے اور یہ تبدیلی بدلتے ہوئے ہے اس سے ناقابل تمیز ہے۔ نیز یہ اضافیت کی حرکت
 سے پہلی ہے لیکن صدر کی حرکت جو ہم یہ خالقیت کے ایک مقصد کے تحت ہے اور یہ مقصد
 ہے حقیقت اور کمالیت کی طرف سرف، جہاں حرکت کی وجہ سے وجود کی منزل میں بدلتے ہی
 ہیں۔

انسانی زندگی کو یہ مسلسل سرف ہے۔ مسلسل حرکت ہے جس میں انسان کی اصل
 حرکت و کمالیت نہیں بدلتی اور اس حرکت کو آپ محسوس بھی نہیں کر سکتے کیونکہ کمال کی طرف
 یہ سرف اتنا فرق نہ کرنا ممکن ہے۔ یہ حرکت حقیقت کی طرف ہوتا ہے نہائی ارتہ
 ہے اور نہ تناسل۔ حرکت ایک بہتہ ہو دریا ہے۔ جہاں وجود اس کی سطح کی سطح بدلتی
 جاتی ہے۔ مہمانی قوت سے حقیقت کی طرف سرف وجود کی منزل کی منزل سے ہوتا ہے اور
 اس کی مختلف قوتوں کے ذریعہ حقیقت کے قریب ہو جاتا ہے۔ ریاضت و ریاضت کے
 یہ سرف سرف ترقی کا بھی بتی ہے۔ یہ سرف ایسی ریاضت اور مہمانی قوت سے حقیقت
 کی سرف سرف کے لئے کرتا ہے۔ اس کی ہر منزل اور ہر منزل نہیں سمجھتی کیونکہ یہ سرف سرف
 سرف ہے۔ لیکن ایک نوا اپنے مقام کی حقیقت و کمال کی طرف ہے اور وہ سرف کی سرف سرف
 ہے۔ یہی حقیقت کا سرف ایسا ہے اور اس کے لئے علم کی سرف کی سرف ہیں۔ یہ
 حقیقت کی طرف سرف وجود کا تدریجی اشراف ہے اور اس کی منزل کمالیت ہے۔

اقباس کے اندر بعد اظہارِ حق کے عائد سے زندگی کے دائرہ میں ۔
 ایک ماہ کی ویرانہ اور بانی ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس جزوئی سے وہ
 جزوئی طور پر روح ہے ۔ مادہ و روح کو ایک نہیں یا جو نسبتاً محدود ہے اس وقت
 ہے ۔ اس کے اقباس فرماتے ہیں : ”جو حضرت انسان نے اس کے اندر اقباس
 صدور کے فلسفہ سے بات کرتے ہیں وہ ویرانہ غیر ارضی میں رہتے ہیں ۔
 پھر وہی ہے ، دوم نے یہ کہ ہو رہا ہے لیکن جزوئی روحانی ہے ، ہوم نے اس کے حوالے
 رہتا ہے ۔ یہ انسانی ترقی میں غیر محسوس طریقہ برعکس رہتا ہے ۔ مادہ ارضی میں ایک مادہ
 سے پیدا نہیں ہو سکتا ۔ اس میں اس کے لئے قبول ہے انسانی خاک میں ۔
 دس : (efficient ego) : روحانی : (appreciative ego) :
 باقی بقا کے لئے ہے ۔ اس کا کام روحانیت کے رتہ پیدا کرنا ہے ۔ یہ انسانی
 اور انسانی وحدت کو قائم رکھتا ہے ۔ فاعل : زمانہ امکان میں ایک اور شخص کے ار
 اس کا فائدہ زمانہ امکان میں ایک سوشل کے طور پر نمودار ہوتا ہے ۔ اس کا فائدہ
 امکان کے تسلسل کا ایک حصہ ہے ۔ فاعل : مادہ تصور کی کہ ہے ۔ یہ وہ چیزیں اور ان
 ہے ۔ اس کی ترقی کے لئے اس نے ہمیں متوجہ کیا ہے ۔ فاعل : تسلسل میں اس کے
 خوب باتیں ہیں کہ روح کی ترقی کے فاعل ہو رہے ہیں ۔ قدرت کے لئے ہے ۔
 ممکنات میں شمار ہے ۔ انسانی دلوں کے لئے روحانی بہت سی چیزیں ہیں ۔
 ترقی کرنے اور یہ ترقی نمودار کیفیت کی طرف سفر ہے ۔ ہوم میں ہر کی روح کے لئے
 ہمیں اس میں اور ہم نہیں ہوتا ۔ اس کے لئے زمانہ امکان حیات کا تسلسل نہیں ہے یہ
 فاعل : ان کا ہوا زمین میں ہے ۔ انسانی زمین کی عام ضابطہ کے لئے ہے ۔
 جب ہمیں وقت کا مسئلہ نہ ہو رہا ہے اور ہم نے امکانیات باقی رہ رہتے ہیں ۔
 ہمارے تغیرات اور زمین : فاعل : تسلسل ہو رہی ہیں اور وقت کا تسلسل اس میں رہ رہتے ہیں
 مستقبل ایک نئے سے ہے ۔ جس میں تصور پذیر ہوتی ہیں ۔ اس کے لئے زمانہ سرحد ہے ۔

وہا قات بھی ختم ہو جاتے ہیں اور اس کے لئے اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا أَمْرًا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (النمر: ۵۴-۵۵)

(۵۴-۵۵) (نمر ایک ایک جھپٹے کے مانند ہے) اور یہی غیر مستمر زمانہ قات کے لئے زمانہ اور زمانہ میں گھٹنے، موت اور سائنڈ میں تسبیح ہو جاتے ہیں۔ ماقبل نامعلوم زمانہ سے یہ زمانہ تبدیل ہو جاتی ہے اور پھر اس کے لئے زمانہ اور زمانہ نہ ہوتے ہوئے جیسے تحقیق کائنات کے لئے اللہ فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

(الفرقان: ۲۵-۵۹)

(اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور ان کے درمیان والی اشیا، پتھر اور زمین تخلیق کئے)۔ یہ چاروں زمانہ اور ان سے قاتل کا دور ہے جو ماقبل آتے کے ایک ایک واحد ہے۔

زمانہ کی ترقی سے ماقبل ان کا کشف ایک معنوی قاتل کی طرف ہوتا ہے۔ یہی کشف و کشف کی سنات ہے کہ اس میں دوں سے اترتے نہیں ہوتے۔ وہاں وہ کثرت تھا کہ اس کے شعور کی آغوش اور متبدلوں پر غور کریں تو ہمیں مسلسل اور جاری دور کی جہتوں میں کثرت اور ان کا پتہ چلے گا جس میں تغیر و حرکت مختلف حالتوں کے توڑ کا نام نہیں بلکہ وہ ایک مسلسل تحقیق ہے۔ وہ قاتل کی سے صہب ہے جس میں نہ ممکن ہے اور نہ ممکن۔ تاخیر سے وہ زمانہ کا صدر و اقبال کے نسخہ میں حقیقت حرکت فضائی کی صہب ہے جو نہ صہب سے حقیقت کی طرف جاتی ہے جو مکانی قوت ہے حقیقت کی طرف غریب ہے اور وجدان اور جہت سے ذہن کی طرف سفر ہے۔ اقبال حرکت زمانہ مکان کے تصورات بھی کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جہاں ایک تصور کے کی قوت زمانہ ایک معنوی کلیت اور وحدت ہے اور دوسرے میں سہمی۔ جو ہر کی اور متغیر ہے وہ یہ کہنے میں کامیاب ہو گئے کہ امانے کامل کا زمانہ یک معنوی کلیت ہے جو اس کے تحقیقی حرکت کی وجہ سے۔

(جس نے یہ برائی کی جس چیز ہے اور جس نے ایک روک پر ہر شے
اس کی سزا ہے۔ اللہ نے فرمایا:

اَللّٰہِیْ حَلِقِ السَّمٰوٰتِ الْحَیْوَۃِ لِبِلٰوٰکِمِ اَیْکُمۡ اَحْسَنَ مِمَّا
(المملک ۲:۲۷) اللہ اپنے بندوں کے لئے اور دیت کی تخلیق کرنے کے لئے
تو بہترین ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں قائل رہا ہے۔

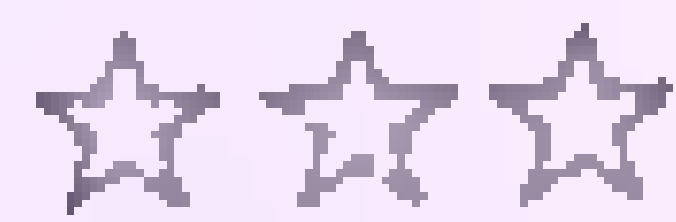
ساعت میں موت سے بعد حیات کا کیا ہے۔ موت کے بعد زندگی کا کیا ہے۔
گنتی میں وہ قاتل کی زندگی کا خاتمہ ہے میں قاتل کی زندگی کی ابتداء ہے اس میں
زمان ہے نہ مکان۔

تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا
ایک زمانہ کی رو جس میں نہ دن ہے نہ رات
جو اس قاتل کی زندگی کو جس دن رات کی تعدد دیتا ہے وہ قاتل ہے۔

اے اسیرِ دوش و فردا درنگر
دردِ دلِ خودِ عالمِ دیگر مگر
درِ گلِ خودِ ختمِ ظلمتِ کاشی
وقتِ را مثلِ خطے پنداشی
باز با پیائہ میل و نہار
نکر تو پیود طولِ روزِ گار
تو کہ از اصلِ زمانِ آگہ نہ
از حیاتِ جاوداں آگہ نہ

طبیعیاتی وقت جو زمان و مکان کی ایک سمت ہے، لیکن زمان کا اس
اللہ نے تقدیر کا نام دیا ہے۔ تقدیر زمان کا اس کا نام ہے جب کہ اس کا اس کا
وہند سے آزاد کر دیا ہے۔ نتیجتی وقت میں وہ جو رہا، وقت کی پھر ندیوں سے آزاد کی

عمیق حد کے پرے بندۂ مومن کے لئے
لذت شوق بھی ہے نعمت دیدار بھی ہے



غلام سہا سہیل درمست
حسرت اشیا خسار درمست
است

٣:٦٦ "مَدْرِي فِي حَيْثُ الرَّحْمَنِ مِنْ تَشْوِيتٍ" الرَّهْمَانِ

[illegible][illegible]

دیکھتے ہیں وہ آپ کے آہستی شعور کا مشہور پر ثواب۔

David Bohm (3) کائنات کی اس ہیئت اور چاندرا اور سب جان

استیاء کے رپڑ پر بہت دور رس تجربہ بات کے اور پناہ نظر یہ کیفیت پیش کیا۔ اس نے دریافت کیا

یہ فطرت کے منہ ہر دوں میں ایک بہت ہی گہرا انہی کی اتحاد ہے۔ یہ اتحاد ایک باطنی تنظیم

نتیجہ سے جس میں کائنات ایک اکائی بن جاتی ہے۔ مادہ توانائی اور حیات کی یہ وئی تنظیم،

باطنی تنظیمی بدوات، جام پاتی ہیں۔ Bell (4) نے ذرے مربوط ذرات و جو ایک

نور کی ماں کی دوری پر تھے بات کے۔ اس نے دریافت کیا کہ اگر ایک ذرہ کے شعور

(Spin) کی سمت تبدیل کیا جائے تو دوسرے ذرہ میں وہ تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ پھر

مردود ہو جاتے ہیں۔ اگر شعور کی تبدیلی کی اطلاع دوسرے ذرہ کو ایک نور کی سہار کی

دور کی یہ سہار ہوئی۔ یا اطلاع یا شعور کا رپڑ نور کی رفتار سے زیادہ تیز رفتار سے سفر

کر سکتا ہے۔ دو ذروں کے درمیان معلومات کی یہ ترسیل نور کی رفتار سے جہی تیز ہے۔ اس

باتی رپڑ، Neuman (5) نے شعور کہا۔ اس طرح کائنات کے ذرہ ذرہ میں شعور

کے ذرہ شعور کے ایک ساتھ بندھن میں بندھی ہوئی ہے۔ اسی کا جواب ہر شے کی حقیقت

دیکھتے ہیں:

نہ صہیا ہوں ، نہ ساقی ہوں نہ مستی ہوں ، نہ چکانہ

میں اس میخانہ ، ہستی میں ہر شے کی حقیقت ہوں

جو ہے بیدار انسان میں وہ گہری نیند میں سوتا ہے

شجر میں ، چوہوں میں ، میوے میں ، پتھر میں ستارے میں

، انظر یہ یہ نہ کرنا ہے کہ ہم کائنات کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں نہیں بانٹ

سکتے۔ مادہ کی گہرائیوں میں جب ہم باتے ہیں تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ہر مادہ

بنیادی چیز نہیں بلکہ ایک کس بنی Idealization ہے جو تجرباتی نقطہ کا ہر تہ

ضرور ہے لیکن اس کی جہاں ہی اہمیت نہیں۔ مادہ کے ذرات پناہ حقہ Field پیدا کرتے

حیاتی نظام میں رہا باہمی بالکھیتہاتی (Co-operative) اور بقا کے ساتھ
(Co-existence) کی اساس پر ہوتا ہے۔ یہ ممکن Stratified درجہ نامیہ یہ ہے۔
ہر درجہ کی پیچیدگی کی سطح تک تک ہوتی ہے۔ ہر درجہ پر خود انحصاری ہاں ہوتی ہیں جو ہر ایک
کافی کا جزو بن جاتی ہیں۔ یہ درجہ کی شانوں کے جیسے کہ ہر حصہ میں باہمی رہا
ور باہمی نسبا رہتا ہے۔ ہر درجہ کا ماحول سے تعلق ہوتا ہے یہ ممکن بھی کافی پھر ماحول
Ecology کا حصہ بن جاتی ہے۔ یہ اس طرح کہ ایک درجہ کی تنظیم بند درجہ کی خود
تنظیمی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ نکات کی تنظیم کے لئے پہلو ہیں جس میں بلند ترین درجہ کا تعلق
کائنات اور دیگر کائنات کا ہے جو مجموعی طور پر بہترین صورت کو پیدا کرنے والا ہے اس
معنی کہ اس کا تعلق تیسری میں نہ کوئی تفاوت ہے اور نہ کوئی دروازہ۔

هو الله الخالق الماری المصور (الحشر)

خود پیدا کی اور خود انحصاری میں جسمانی Organism پہ بھی ہوتی ہیں اور فنا بھی
ہوتی ہیں اس موت و حیات کے پھر کا مقصد مکمل اکائی کی بقا ہے۔ انسان ایک مصلحت بدست
تک زندہ رہتا ہے اور اس کے بعد اس سے کوئی بیماری، حق نہ بھی ہو تب بھی اس کا مقصد مکمل
ہونے لگتے ہیں اور آخر میں موت واقع ہوتی ہے۔ یہ موت مکمل اکائی کی بقا ہے۔ انسان
ماحول کا ایک حصہ ہے اور یہ ماحول کڑوا کرش ہے۔ کڑوا کرش کی بھی زندگی ہے۔ کڑوا کرش
کڑوا کرش کی زندگی کو خود انحصاری کہیں تو یہ سب جائز نہیں ہوگا کیونکہ یہاں بھی خود انحصاری ہے۔ کڑوا
کرش کی فضا پر بھی غور کر دیجئے۔ اس میں آکسیجن، ورنیٹا و جن متعلق تمام سب میں رہتے
ہیں۔ تنگی زمین کی حرارت زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ہے۔ سمندروں اور ٹھک کی مقدار
اور اس میں مختلف عناصر کا تناسب کڑوا کرش کی ecology کو قائم رکھتا ہے۔ اس طرح
پورا کڑوا کرش ایک ذی حیات کے مماثل ہے اور ہم اس مکمل اکائی کا ایک جزو۔ ہماری موت
اور حیات اس Eco-system کو برقرار رکھنے کے لئے ہے۔ نہ مکملیت کی رو سے
بارہ، توانائی اور حیات کے مختلف گوشے خود انحصاری کی مکمل اکائیاں ہیں جو آپس میں مربوط اور

تین ہوائی کیفیت کے مختلف ٹاپکوں کا مجموعہ ہوتی ہے اور بہترین اداکاری ہوائی
 تصور ان پر عمل ان رہتے ہے۔ یہی ہے شعوری طور پر اور یہ ممکن ہواں بہترین نوآئیںکی ہ
 تہ ہے۔ اور وہ ہے اس کی تہ اور وہ ہے اس کی تہ۔ اس وقت کہ اس کا مجموعہ
 کی رہتے ہیں۔ جس میں کہ اس کا مجموعہ اس کی تہ اور وہ ہے۔ شعوری
 ہوائی یہ شعوری ہیں۔ یہ شعوری ہے ہوائی کے مجموعہ اور وہ ہے اس کے
 کے رہتے ہیں۔ اس کا مجموعہ اس کی تہ ہے اور جس کا مجموعہ اس کے رہتے ہیں۔ اس کے
 کے رہتے ہیں اس کے مجموعہ اس کے رہتے ہیں اس کے رہتے ہیں اس کے رہتے ہیں
 شعوری رہتے ہیں۔

حوالہ جات:

Reference:

- (1) Carter B Confrontation of Cosmological theories with observation M S Longar Reidel (1974)
- (2) Heizenberg W- Physice & Philosophy, Allen & Urwin, London (1963)
- (3) Bohm Dav d Causality and Chance in Modern Physics London Routledge Kagan paul Ltd (1957)
- (4) Bell J S Speakable & Unspeakable in Quantum mechanics collected papers on quantum philosophy Cambridge (1987)
- (5) Von Neumann J The mathematical foundation of quantum mechanics, Princeton (1955)

- (6) Pagel Heinz . The Cosmic Code, Bantan (1983)
- (7) Wheeler J A Gravitation Edited by C.W Misner
K S Throne, & J A Wheeler - Freeman (1983)
- (8) Bohr N Atomic Physics & Human knowledge
John Wiley & Sons, N Y (1958)
- (9) Zukav Gary The Dancing Wuli Masters Rider,
London (1979)
- (10) Johnson George Fire in the Mind Science
Fatin and Search for Order N Y (1996)

○ ○ ○

نظریہ ”بشریت“۔ اقبال کی فکری روش میں

(Anthropic Principle)

ہر ایک عالم میں وہ دیر غور کریں تو منظر فطرت میں رہا ہوا اس طرح نظر آئے گا کہ کائنات یہ بھی بنائی اور اس نے اجڑا جسکی بھی بنائی تھی ہے۔ یہ ہماری کائنات کی یہ بنی ہے یہ بنی ورنہ کیاں موجود ہیں؟۔ ہمارے کائنات بھی دوسری کائناتوں کی طرح ایک بنی ہے تو اس میں پیچیدہ و خوب تشکیک بنایا نہیں ہے شعور ہے اور اس میں معذرت و کشمکش کرنے اور ان سے استفادہ کرنے کی صلاحیت ہے اس طرح وجود میں آئی کہ یہ کائنات یہ بنی یا شعور شاہد کے بنائی گئی ہے۔ یہ اس کائنات کے نئی مقررہ خصوصیات بہت ہی Precise ہیں ایسے ہی وجود کے بنائے گئے ہیں "اسی اس وجود کے بنانے کا انداز میں استعمول کر رہا ہوں۔ یہ وجود ایک یا یا شعور شاہد ہے جو اپنے آپ کو اس سے مراد کرے۔ یہ شاہد جن کی شعوری تخلیق اس وقت کے زمانہ و مکان سے جدا ملک برس کائنات میں ہوں قوانین جہالت ہیں۔ یہ امر کی در کائنات میں ہوں تو ان شعوری شہادتیں ہیں۔ ایت کی شعوری شہادتیں ہوتی ہیں بلکہ ہزار کائناتوں کی مدد سے ہماری یہ بار پابستہ زمین سے پار دی مخلوق کی حالت SETI کہنے میں Super String کہہ یہ سوس کے جواب دی ویش ہے۔ کائنات کی بنیاد پر سن ہو رہی ہے ان کے اس فکر یہ کام مرکز یک بیحد مساوات ہے اس میں وادی اور قوتیں ایک ہی String یہ نامے میں مرکوز ہیں۔ جو اس کائنات کی ابتدا، اور دوسری کائناتوں کی ابتدا کا مرکز ہے۔ اس بیحد مساوات کی تلاش اب انسان کا مقصد ہے۔ وہ وحدت کائنات میں مربوب کا متلاشی ہے۔ اس بیحد مساوات کا خالق اور موجد ایک مقامی شعور ہے جو انسان میں کائنات کا شاہد بننے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ یہ مقامی شعور مساواتوں کا خالق ہے۔ نظریات کا خالق ہے۔ اس مرکز شعور و مائنس Omega

مستغنیہ میں ذرات کا برتاؤ دوران کے صفات کا تشخیص مشہور و غیر مشہور ہے۔ آپ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ فوراً رو ہے یہ مومن، یا وہ ہے یا تو انائی و آپ دونوں باتیں ایک بات میں کہہ سکتے۔ آپ نے اپنے تجربے یا مستعدوں کی طرح ترتیب دیا ہے کہ آپ مومن دیکھنا چاہتے ہیں تو فوراً آپ مومن کہانی، کے عورت و عورت کی صورت میں فوراً انسانی حقیقت، وہی مشاہدہ کی وجہ سے کہ ایک حقیقت میں بدل جاتی ہے۔ درود مومن۔ کائنات میں اسے میں شعور ہے۔ آپ کا شعور، کھینچنے والے آگے کا شعور اور جس چیز کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے اس کا شعور، ایک بندش میں بند ہو جاتا ہے۔ شاید آپ نہیں جانتے کہ آپ کے ذہن کے نیوراس (Neurons) ہیں۔ ان کا شعور ہے کہ جو شعور کو متاثر کرتا ہے۔ ہم جودیکھتے ہیں و درست نہیں بلکہ وہ فطرت ہے جو ہمارے استدلال اور مشاہدہ سے واضح ہوتی ہے۔ ان ذہن اور میں نے یہ بشریت کی اس طرح وضاحت کی کہ کائنات شاید پیدا کرتی ہے اور شاید کائنات کو، اس طرح انسان اس اعلیٰ مقام پر فائز ہے کہ اس کے مشاہدہ اور پیکائش کی بات حقیقت کو پیدا کرتی ہے۔ (۲) کہاں فرماتے ہیں۔

وہی جہاں ہے تیرا جس کو تو کرے پیدا
یہ سنگ و خشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہے
عالم آب و خاک و باد! سر عیاں ہے تو کہ میں؟
وہ جو کثر سے ہے نہاں اس کا جہاں ہے تو کہ میں؟

مخاک و باد! سر عیاں انسان ہے۔ اس مشاہدہ کو بند کرنے کی بات انسانی
نہایت دیکھنا چاہتے ہیں۔ شعور کی روشنی میں اس کے دل، آسمان، زمین، پند و جود، شہر،
حیوان اس مانت شعور و محنت کے۔ شعور کے اعلیٰ مقام پر فی مزا مشاہدہ انسان نے اس کو
اٹھالیا۔

ہے تیرے نور سے دہست میری بود و نبود
باغباں ہے تیری ہستی پے گلزار وجود

مذہب حقیقت سے تعلق رکھتی ہے جس کا راست تعلق کائنات کی بیرونی حقیقت سے ہے۔
 دینی شعور کی بیرونی حقیقت ہم کو اس کی نیکی ہے۔ ہم و ہر مذہب تعلق کی وجہ سے نہ ان ایک
 رستے ہوئے سبب بدست قوت چاہے تک پہنچ رہا۔ لیکن اس بارہ میں وہ توفیق و عبادت
 مساوات کا ہے۔ جس کا معنی میں سے دریافت یا۔ (۶) سب سے زیادہ کائناتی مساوات
 کی تعلیم میں نے جو بہائی مساوات کا حاصل ہوا۔ (۷) ریاضی کی مساواتیں جو صرف نسبی
 شعور اور ادراک کا نتیجہ ہیں ان میں تجر بہاؤ مل جل نہیں۔ ان میں اور خارجی کائنات میں
 یہ فرق ہے۔ Wignor نے کہا کہ ریاضی کی ماہیت جو شعور کا حصہ ہے اور
 کائنات کی ماہیت ایک ہی ہے۔ اس سے تو افسوس میں نے کہا تھا کہ اللہ انسان سے ریاضی
 کی زبان میں بات کرتا ہے۔ اس طرح انسان کا شعور کائنات کی حقیقتوں اور ہمارے شعور کا
 ناقص یہی ہے۔ کائنات کے اندر میں شعور اور بہن Software ہیں اور یہی مفہم سے
 Hardware اور کائنات کے شعور کے درجہ میں ایک فوقیہ ہے۔ بہن کا ہاتھ ہے۔
 Sir Fred Hoyle نے کہا کہ شعور مادہ کی اتنی زیادہ حقائق کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ ایک خالق
 شعور کی ہیں جس نے مادہ سے شعور پیدا کیا۔ خارجی مادہ کے خواص ہم میں نہیں ہیں
 مادہ سے مادہ سے مادہ کی پہلے سے نہیں آتے ہیں۔
 نتیجہ یہ ہے کہ خارجی مادہ بھی ضروری ہے اور اس کا شعور بھی۔ اس کے
 لئے اللہ فرماتا ہے:

سِرْبِہِم اِنْسَافِی الْاَفَاقِ وَفِی اَصْنُومِ حَبِی بَنِیْہِمْ اِلَہِ الْحَقِ اَحْمِ السَّحَدَہِ (۵۳:۴۱)

اور ہمیں نشانیں و انتہیہ کی آفاق میں یعنی خارجی مادہ میں اور ان کے نشان
 میں یعنی ان کے شعور میں بنادیں گے۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ اللہ ہی حق ہے (۵۳:۴۱)
 حقیقت کے دو رخ آفاق اور انفس ہیں لیکن دونوں کا خالق ایک ہی ہے۔ آفاق و انفس،
 مادہ و روح وجودِ عدم کیا یہ روایت ہے یا حقیقت کے دو پہلو۔ انسان مادہ اور شعور کا ارتقا ہے
 ہے لیکن یہ دونوں نہیں بلکہ حقیقت کے دو رخ ہیں۔ اس واقعہ کا فائدہ ہے

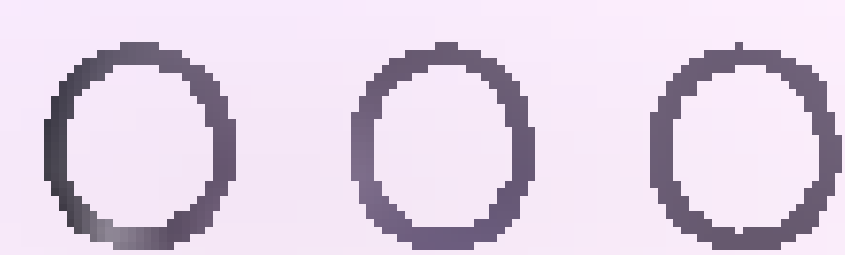
رہیں۔ مگر ہمیں سرگرمی تھی۔ شعاع افشانی کی سمت بھی عدم یکساں (asymmetric) ہے۔ آپ کی کتاب میں پتھر، ستارے، موبائیل فون کی سمت رہنے والے ہیں۔ یہ باتیں نہیں ہوتی کہ آپ پتھر، ستارے، موبائیل فون کی طرف بدلتے ہیں۔ Maxwell نے فی مساوات دیکھنے والوں سے انتہائی بولzman کی حرکیاتی ناکارگی ہو یا Maxwell کی پسینہ والی تصاویر یا ایک عالمی مساوات کی حیرت انگیز باتیں۔ ان کا تعلق کائنات کے وہ خاص حالات تھے جن کے تحت کائنات کی تخلیق ممکن تھی۔ ان خاص حالات کے تحت کائنات کی ابتدا میں بہت لمبی مدتوں کا کائنات پسینہ سے مالا مال تھا۔ ان حالات کے تحت مادہ پیدا ہوا کائنات میں پھیل گیا۔ وقت کے ساتھ ہی سمت کائنات میں ناکارگی کے بڑھنے کی سمت ہے۔ (۹) وقت کے ساتھ ساتھ کائنات میں ناکارگی کے تحت ہے جو کائنات میں ناکارگی اور تصاویر کے پسینے کی سمت ہے اور انسانی دماغ کے Tune یا پیرا ہے اور باقی کائنات میں رہنے والی ہر شے تخلیق سے ہے۔ ہماری تخلیق تباہی و نیستی سے بڑھتی جاتی ہے۔

نو۔ حیات

Reference:

- 1 Kaku Michio, Hyperspace, Anchor Books Double day, N.Y (1994)
- 2 Tipler The Physics of Immortality Anchor Books Double Jay N.Y (1994)
- 3 Barrow John & Tipler F.J The Anthropic Principle Oxford University Press (1998)
- 4 Davies Paul - Accidental Universe-Combridge University Press (1982)

- 4 Davies Paul - The God and the New Physics
Simon Schuster, W.I (1983)
- 5 Einstein Albert, Relativity, the Special and the
General theory Rudledge, London U.K (1960)
- 6 Weinberg Steven - Dreams of a final theory -
Vintage, N.Y (1993)
- 7 Reichenbach Hans - The Direction of time
Dover N.Y (1956)
- 8 Hawking Price - The Arrow of Time Oxford (1996)



اقبال کا بنیادی نظریہ حیات

اقبال نے اپنے نام میں زندگی کا حقیقی سر یہ چھٹی یہ۔ زندگی ایک میل رول ہے جو ایسے ہی بڑھ رہا ہے۔ اقبال فرماتے ہیں:

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
نقطہ ذوق پرواز ہے زندگی

☆☆☆

بہت ایسے دیکھے ہیں پست و بلند
نہ اس کو منزل سے بڑھ کر پسند

☆☆☆

.....
یہ ت ذوق سفر کے سوا کچھ اور نہیں

ذوق سفر اور ذوق زندگی میں حیات کے ہر نوع میں یہ جڑا ہوا ہے۔
نہان تک پہنچ جاتی ہیں۔ حیات کا سر نہ تم ایک ہی ہے اور اسے پہنچ جاتی ہیں۔
یہ جڑا ہوا ہے۔ حیات و پائی سے پیدا کیا یہ۔ یہ قوت پرواز پرانے حیات کی حیات
کے سے سب سے پہلے اس میں ضرورت ہے۔ یہ قوت پرواز پرانے حیات کی حیات
نہ جڑا ہوا ہے۔ Crystals میں جڑی ہوئی ہے۔ یہ سب سے پہلے قوت پرواز پرانے حیات کی حیات
شکل فیہ حیات کے شکل میں نمودار ہے۔ Reproduction ہر شکل کے حیات
Genes اس میں یہ سب سے پہلے حیات کی شکل میں نمودار ہے۔ یہ زندگی کا
نمودار ہے۔ حیات کی شکل میں نمودار ہے۔ Metabolism حیات کی حیات ہے۔
یہ نمودار ہے۔ حیات کی شکل میں نمودار ہے۔ بعد میں یہ نمودار ہے۔ حیات کی حیات
پھر یہ Loop کہتے ہیں۔ یہ حیات کی شکل میں نمودار ہے۔ Metabolism حیات کی حیات ہے۔

زندگی کا بنیادی مادہ DNA ہے۔ اس کی ساخت میں دو حصے ہوتے ہیں۔
 مشترک ہے۔ یہ دونوں ٹیپے گھٹیں میں یہ سرکی G C T A ہے۔ گھٹیں میں
 ہوتے ہیں A، G، C، T۔ یہ دوسرے نے Master Part کہہ دیا ہے۔
 ٹیپے A، G، C، T۔ یہ دوسرے نے T، C، G، A کہہ دیا ہے۔
 A، G، C، T اور T، C، G، A کے دو حصے ہیں۔ ان کے دو حصے

سبحی الہی حلی الارواح کلہا لہا تسبی الارواح و تسبی الہی
 وما لا یعلمون (یس ۲۶: ۲۶)

ایک دوسرے کے ساتھ جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ دوسرے دوسرے کے
 ساتھ نہیں رہتے۔ ان کے دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔
 یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے
 ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔
 یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے
 ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔
 یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے
 ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔
 یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے
 ساتھ نہیں رہتے۔ یہ دوسرے دوسرے کے ساتھ نہیں رہتے۔

یہ Amino اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں 66 حصے ہیں۔ اس کے
 حصے ہوتے ہیں اس سے پرانی جتنے ہیں۔ ان کے حصے ہوتے ہیں
 قدرت کے دوسرے حصے RNA کو خلق پاتے۔ ان کے حصے RNA، RNA، RNA
 ان کے حصے ہوتے ہیں اس کے ساتھ RNA، RNA، RNA، RNA
 Amino اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ حصے ہوتے ہیں Ribosome
 جاتے ہیں یہاں یہاں تیرے ہوتے ہیں ان کے حصے ہوتے ہیں

اس کی جگہ شوق سے ہوتی ہے نمودار
 ہر ذرہ میں پوشیدہ ہے جو قوت اشراق
 ہر شاخ سے یہ نکتہ چیدہ ہے پیدا
 پروں کو بھی احساس ہے پہنائے فضا کا
 یہ کائنات چھپائی نہیں ضمیر اپنا
 کہ ذرہ ذرہ میں ہے شوق آشکارائی

انگریزی میں اسے Amino Acid کہتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے ہیں کہ یہ
 یہ خلیہ یا Cell پیدا کرتے ہیں جو انسانی زندگی کے منتظم ہیں۔ ہر ذرہ میں یہ
 جانتے ہیں کہ Genes کی خرابی Defect سے پیدا ہوتے ہیں۔
 یہ انسانی خلیہ Hardware ہے جس سے خلیہ کی حالت بنتی ہے۔ انسان سے
 انسانی میں کیا فرق ہے؟ Genes میں وہ Gene میں DNA ہے جس میں
 یہ بات آتا ہے۔ (۳) یہ بات اتنے میں ہوتے ہیں۔ انسانی لو
 انسانی کا جسم بنا ہے اس کے اعضاء جدا جدا بناتے ہیں۔ یہ سارے جسم کے Gene میں
 ہوتے ہیں۔ انکی طرح انسان کے فوکی اعضاء میں فرق ہوتا ہے اور ان کی ہر باتوں میں
 Gene کی جگہ پر بنتا ہے اس کے پیدا ہونے کی بات کرتے ہیں۔

وجود کیا ہے فقط جوہر خودی کی نمود
 کر اپنی فکر کہ جوہر ہے ہے نمود تیرا
 جو ہے بیدار انسان میں وہ گہری غیند سوتا ہے
 شجر میں پھول میں حیوان میں پتھر میں ستارے میں

ماحول سے نوع کی ممانعت میں تبدیلی پیدا ہوسکتی ہے۔ Mutation کہتے ہیں
 لیکن یہ تبدیلی صرف ایک ہی نوع میں محدود ہوتی ہے۔ ان تبدیلیوں کی وجہ سے نئے نوع
 پیدا ہو سکتے ہیں جیسے چنے کے قسم کے نئے پیدا ہوئے۔ اس کے بارے میں لارون نے 1865

ہیں۔ اس طرح سے دینی کا معنی بھی واضح ہوتے دیتے ہیں Attractor کہہ رہے ہیں۔
 ہے۔ ان Attractor کا وجہ سے دیاتی کہ ماحول کے قریب سے دور ہوتے ہیں اور
 ہو جاتا ہے۔

ان میں دیاتی کہ یہ فیصد میں زیادہ سے زیادہ ہے۔ یہ ان کی ترقی کے
 سرسبز شہد اور تجربات میں بیڑی کی تندرستی کے ہیں کہ پھر اس کے ٹکڑے کی
 تکیق ہوتی ہے۔ وہ اپنا جسم مت کی راست کے ماحول سے دور ہوتا ہے اور
 نہیں ہو سکتی۔ جس سے ان کی ترقی کے ایک ایک Banq کے ہیں۔ اس سے
 پائیدار اس کی ترقی کے ایک ایک وقت میں ہوتی ہے۔ یہ ان کی ترقی کے
 کے ماحول میں سے ایک ایک وقت میں ترقی نہیں ہوتی۔ اس کے سرسبز شہد
 Shale کے ترقی کے ہیں (6) ان سے یہ یہ ہے۔ جو ان کی راست کے
 Composition: DNA کے بعد کے پائیدار اس کا پائیدار اس کے ترقی کے
 کے پائیدار اس کا پائیدار اس کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 اس کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ان کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 Anaotomry یہ ہے۔ اس کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ان کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 Anatomical Feat کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ان کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے

فرمان کے سرسبز شہد کے ترقی کے ترقی کے Stephen Gold کے
 ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے
 ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے ترقی کے

ہے۔ Kauffman ہمتا دیری رکنہ کانٹر یہ فون کی تبدیلی دنا ممکن آا رہتا ہے۔
 رکنہ ہمتا سب فون سے اندر شواہد ہا ہے کیونکہ ایسی مخلوق ہر فون اب بھی موجود ہیں جو
 یہ فون ہاں ہیٹے ہوئے تھیں۔ اس وائے ہمتا دیری کی تخلیق Quantum Creation
 بھی ہستہ ہیں۔ ہا یہ سائنس مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ

لَا يَدْبُلُ لِحُلِيِّ اللَّهِ ہرچہ کی خلقت ممکن ہے ہر سائنس کی خلقت میں
 وہ تبدیلی نہیں ہوتی۔ ہا ہوتا ہے۔ اس کے ہر پیزو ممکن خلقت یہ۔ الہی احسن کی شنی حلقہ
 کی خلقت ہا ہے تہیہ مختلف DNA و Finger Printing سے اس سے
 ہر سائنس ہا ہے ہرچہ ہوتا ہے۔ اس وائے خلقت کوئی متبادلات میں ہوتے ہستہ
 ثبوت ہا جارہا ہے۔ یونیورسٹی آف سینسوریٹ (Allen-weller, 7) نے ثابت
 یہ ہستہ ہر سائنس ہا ہے DNA کی خلقت میں وہی خلقت میں ہے۔ انیورسٹی
 آف سائنس ہا ہے Genome ہستہ DNA کی تخلیق سے یہ ہستہ خلقت ہستہ خلقت
 ہستہ خلقت ہستہ خلقت Mitrocondia ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت
 ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت
 ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت

وَهُوَ الَّذِي بَشَّرَ كَافَّةً مِنْكُمْ بِوَاحِدَةٍ فَمُسْتَوْذَقُونَ فَادْفَعُوا

الایات لقوم یفتمون (الانعام: ۹۸)۔

اس نے تمہاری کائنات سے پیدا ہونے والے ہرچہ صاحب پیر ہرچہ ہستہ ہستہ ہستہ
 ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ ہستہ

ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت
 ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت
 ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت
 ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت ہستہ خلقت

ہاتھ کاٹوں ہے۔ رکنی مشق نہ ہے۔ ایک ایمبریو (Embryo) سے
 ایک خلیہ کو بنایں دیو پاس تو اس کا پانچ پیدائش ہو جاوے گا۔ یہ ساری بات
 نہ تو بہ خفیہ میں نشانہ پائیں پروگرام موجود ہے۔ اس بات سے (Cell Culture)
 ہے۔ جس میں اس کے ذریعے اس کی کسوٹی پر جانچا جاسکتا ہے۔

آشکرا ہے یہ اپنی قوت تسخیر سے
 رچہ اک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی
 ندا اگر دل فطرت شناس دے تجھ کو
 سکوت لالہ و رنگ سے کلام پیدا ہو

[illegible]

ام حلتوا من عرسى. ام هم الحائضون الطهر ٣٥:٥٢

۱) یاد دینی سے بیدار ہوئے ہیں یہ وہ اپنے نوافل میں اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ ان کے دل میں اللہ کی بات سے غفلت نہیں ہوتی۔

مقرر ہے۔ ہواللہ الخالق الباری المصور (الحشر۔ ۲۴:۵۹)

اب دوسرا اہم سوال یہ رہ جاتا ہے کہ حیات کی ابتداء کب ہوئی اور کیسے ہوئی۔ یہ بات بالکل مستحکم ہے کہ حیات کی ابتداء خود ساختی اور خود تنظیمی سے نہیں ہوئی۔ آج سے 3 سال پہلے تک یہ خیال تھا کہ حیات کی ابتداء اس Prokaryote خلیہ سے ہوئی جس نے 2 ارب سال پہلے روشنی کی شعاعوں کے ذریعہ H_2S کی تحلیل کی خلیہ اور اس سے اپنی غذا حاصل کیا۔ یہ وہ دور تھا جس میں ہنشمی جرثومہ Violet Bacteria اور Halophytes کے پانی کے تحلیل سے ہائیڈروجن تیار کی۔ اس وقت دنیا کی فضا میں آکسیجن موجود نہیں تھی، لیکن حال ہی میں ایسے جرثومے دریافت ہوئے ہیں جو بے حد گرم پانی میں زندہ رہ سکتے ہیں یہ Thermophiles (3) ہیں جو سمندر کے تاریک حصوں میں 160 ڈگری پر رہ سکتے ہیں گرمی سے توانائی حاصل کرتے ہیں اور معدنیات سے اپنی غذا۔ یہ جرثومے اس لئے حیرت انگیز ہیں کہ 110 ڈگری پر ہر جاندار کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ لیکن اس Halophytes کی ساخت اس طرح کی ہے کہ وہ اس حرارت کو برداشت کرتے ہیں۔ یہ جرثومے تقریباً 3-8 ارب سال سے زمین پر موجود ہیں۔ زمین کی تخلیق 4.5 ارب سال پہلے ہوئی تھی۔ اس طرح زمین پر حیات کی تخلیق 75 کروڑ سال کے بعد ہوئی۔ اس سے بڑھ کر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زمین کی نچلی پرتوں میں بھی جرثومے دریافت ہوئے ہیں جو تقریباً 200 درجہ کی حرارت پر رہ سکتے ہیں۔ 1998 میں مریخ سے آئے ہوئے ایک شہاب ثاقب کے ٹکڑے میں جو انٹاریکا میں دستیاب ہوا اس قسم کے Super Halophytes کے خول دریافت ہوئے جو 3.9 ارب سال قدیم تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں تھے۔ مریخ کے خاتمہ اور ناخوشگوار حالات کی بناء پر یہ جرثومے وہاں پر ختم ہو گئے لیکن ہماری زمین میں آج تک موجود ہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ زمین پر دوسرے عناصر، کاربن، نائٹروجن اور معدنیات دوسرے سیاروں کے تباہ ہونے کے بعد آئے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حیات بھی زمین پر دوسرے

ستاروں سے آئی۔ زمین پر شہاب ثاقب کے حادثات اکثر واقع ہوتے رہتے ہیں اور ماضی میں بڑے بڑے شہاب ثاقب زمین پر گرے۔ کیا حیات ان کے ساتھ ہی زمین پر آئی تھی۔ نہ صرف یہ عناصر بلکہ نشاستہ Carbohydrates کی بھی شناخت ان میں ہوئی ہے۔ بہر حال حیات کی ابتداء اگر شہاب ثاقب میں تھی تو ان کے زمین پر گرنے سے یہ جراثیم اور DNA زمین اور مرتخ پر پہنچے۔ لیکن یہ ابتداء میں شہاب ثاقب پر کیسے پہنچے۔ اس کا جواب سائنس کے پاس اب تک نہیں ہے۔ زمین، مرتخ یا دوسرے سیاروں میں حالات اس طرح کے تھے کہ جو حیات کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ لیکن کسی بھی سیارے میں نوع اور DNA کی ساخت میں اس وقت اور آج تک کوئی فرق نہیں ہوا۔ یہ حقیقتیں ذارون کے نظریہ ارتقاء کی تردید کرتے ہیں۔ زمین پر چار ارب سال پہلے جو جاندار تھے وہ زیر زمین حصوں سے اوپر آنے لگے اور سورج کی روشنی اور پانی کی مدد سے Photosynthesis کا عمل جاری رکھ سکتے تھے۔ اس کی پہلی نوع نیلی و سبز کائی ہے جس نے سب سے پہلے Photo Systhnesis کے عمل کو شروع کیا اور اس کو وارض پر آکسیجن پیدا ہونے لگی۔ اس طرح حیات کا کارواں آگے بڑھنے لگا اور مٹ مٹ کرنے نقوش سامنے آنے لگے۔

سمجھتے ہیں تاراں اسے بے ثبات
ابھرتا ہے مٹ مٹ کے نقش حیات

حوالہ جات:

Reference:

1. Kauffman S.A : At Home in the Universe The search for laws of self organization & Complexity - Oxford University Press, N.Y (1995).
2. Schrodinger E : What is Life - Cambridge University Press (1977).
3. Paul Davies - The 5th Miracle, The Search for the Origin and Meaning of life Simon and Schuster, N.Y (1999)

4. Darwin Charles : On the origin of species by means of natural selection - John Murray, London (1860).
5. Kauffman S.A : The origin of Order - Oxford (1990).
6. Gould S.J - Wonderful Life The Burges Shale and the Nature of History Norton N.Y (1989).
8. Gould S.J : Ever since Darwin, Norton, (1973).
7. Bishop J.E & Waldholz M-Genome, Simon Schister N.Y (1999).
9. Sheldrake R : A New Science of Life : Pala din Grafton Books - London (1987).

○ ○ ○

پروفیسر ڈاکٹر ایم ایم تقی خاں - ایک تعارف

پروفیسر ایم۔ ایم۔ تقی خاں کی پیدائش اور ابتدائی تعلیم حیدرآباد میں ہوئی۔ ان کا تعلق حیدرآباد کے ایک معزز و خاندان سے ہے جو حیدرآباد میں سلطنت آصفیہ کی بنیاد کے وقت سے سکونت پذیر ہے۔ انہوں نے عثمانیہ یونیورسٹی سے ایم۔ ایس۔ سی کی ڈگری اعلیٰ اعزاز سے کامیاب کی۔ اس کے بعد انہوں نے Clark یونیورسٹی Mass امریکہ سے طبیعتی کیمیا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ اسکے بعد وہ عثمانیہ یونیورسٹی میں مختلف صیشتوں سے درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ نظام کالج کے پرنسپل اور صدر شعبہ کیمیا، عثمانیہ یونیورسٹی بھی رہ چکے ہیں۔ اسکے بعد تقریباً دس سال تک بھاؤنگر گجرات میں سنٹرل سالت اور سر امین کیمیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، جو کونسل آف سائنٹفک اور انڈسٹریل ریسرچ (C.S.I.R) حکومت ہند کی لیبارٹری ہے، خدمات انجام دیں۔ آج کل وہ شعبہ کیمیا، عثمانیہ یونیورسٹی میں بہ حیثیت ایک Emiritus پروفیسر ریسرچ میں مصروف ہیں۔

پروفیسر تقی خاں تقریباً تین سو سائنسی مقالات، چار کتابوں اور ستر (۷۰) Patents کے مصنف ہیں اور تقریباً ستر (۷۰) طلباء نے ان کے زیر نگرانی پی۔ ایچ ڈی کی تکمیل کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے قومی اور بین الاقوامی سطح پر کئی سائنسی اور علمی اعزازات حاصل کئے۔ وہ ہندوستان کی سب سے اعلیٰ اور مقتدر اکیڈمی، انڈین نیشنل سائنس اکیڈمی کے فیلو ہیں۔ اس کے علاوہ وہ انڈین اکیڈمی آف سائنس (بنگلور - رامن اکیڈمی) نیشنل اکیڈمی آف سائنس اور آئندہ ہرا پردیش اکیڈمی آف سائنس کے بھی فیلو ہیں۔ وہ لندن کے رائل انسٹیٹیوٹ آف کیمسٹری اور امریکن کیمیکل سوسائٹی کے بھی فیلو ہیں۔ انہیں قومی پروفیسر کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ وہ کئی سال تک امریکہ کی (Texas A&M) یونیورسٹی کے Visiting پروفیسر اور دنیا کے کئی سائنٹفک سوسائٹیز کے رکن اعزازی یا مشاوری کمیٹی کے رکن ہیں۔ انہوں نے کئی سائنٹفک سیمینارس کی صدارت کی ہے اور یورپ، امریکہ اور ایشیاء کے کئی ممالک کا دورہ کر چکے ہیں۔

پروفیسر تقی خاں اسلام اور دیگر مذاہب کے فلسفوں، معنویات اور ان کے تقابلی مطالعہ میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ اردو شاعری اور خصوصاً اقبال کے کلام سے ان کی وابستگی بچپن ہی سے رہی ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں اقبال کے سائنسی منہاج فکر کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔